صِراطَ المستقیم

از قلم لائبہ ایوب

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or

steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

انتساب !

ہر اس شخص کے نام جو "صِراطَ المستقیم" کی تلاش میں ہے-

NOVEL HUT

پیش لفظ

یہ ناول 'صراط المستقیم' ایک خیالی کہانی ہے جو زندگی کے مختلف پہلوؤں، چیلنجز، اور انسانی جذبات کا عکاس ہے۔ اس میں موجود کرداروں کا حقیقی زندگی سے کوئ تعلق نہیں، لیکن ان کی کہانیاں اور تجربات ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ زندگی کی راہوں میں کیسے چلنا ہے۔

کہانی میں، ہر کردار اپنی اپنی راہ پر چلتا ہے، مشکلات کا سامنا کرتا ہے اور اپنے اصولوں کے مطابق جینے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ناول ہمیں بتاتا ہے کہ درست راستے کا انتخاب کس طرح ہماری زندگیوں کو متاثر کر سکتا ہے اور ہمیں اپنی اقدار کی اہمیت کا احساس دلاتا ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ یہ کہانی آپ کو نہ صرف تفریح فراہم کرے گی بلکہ آپ کو سوچنے پر بھی مجبور کرے گی کہ ہم کس طرح اپنی زندگیوں میں صحیح فیصلے کر سکتے ہیں۔ لائبہ ایوب

قسط نمبر 01

تہجد کے وقت جب ساری دنیا نیند کی گہرائیوں میں تھیں، وہ اپنے کمرے میں بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھا - کمرے کا ماحول بہت ہی پُرسکون تھا -

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ○

ترجمہ:

خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)(زندہ ہمیشہ رہنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان

کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے
کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے اس قدر
معلوم کرا دیتا ہے اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی
ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل
القدر ہے اس کی آواز میں خوبصورت سکون تھا - اس کے چہرے پے
الگ سی چمک اور نور تھا جو قرآن والوں کے چہرے پے ہوتا - ابھی وہ
تلاوت میں مصروف ہی تھا کہ مسجد سے اذان کی آوازیں آنے لگیں - اس
نے قرآن مجید بند کر کے سٹڈی ٹیبل پر رکھا اور نماز کی تیاری کرنے لگا-

(سورہ البقرۃ آیت :255)

NOVEL HUT

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

جیسے ہی وہ آفس میں داخل ہوئ تو اسے دیکھتے ہی ریسپشنسٹ نے
مسکراتے ہوئے سلام کیا-
"وعلیکم السلام "-وہ سلام کا جواب دیتی آگے کو بڑھ گئ-
سفید ماربل کا فرش اور کریم کلر کی دیواروں پر خوبصورت آرٹ ورک کا
کام گیا تھا- ریسپشن کی میز کے پیچھے ایک گرین رنگ کا لوگو لگا ہوا تھا جس
پہ بڑا سا اے اور ڈی اور نیچے انگریزی حروف میں "آفریدی ایتھلیٹکس"
(AFRIDI ATHLETICS) لکھا ہوا تھا-
لونگ کوٹ پہنے، سیاہ لمبے اور گھنے بال کمر پر آبشار کی مانند کھلے چھوڑے
ہوئے - آنکھوں میں گوگلز لگائے وہ
بڑے شان سے چلتی آفس کی راہداری سے گزر رہی تھی -
اونچی لمبی ہیل کی ٹک ٹک پورے آفس میں گونج رہی تھی - وہ سب ورکرز
سے سلام کرتی اپنے آفس روم میں آئ اور ساتھ ہی سیکرٹری سے آج کی
میٹنگز کی ڈیٹیل پوچھنے لگی -
کمرے کی وسط میں لکڑی کا میز پڑا ہوا - میز کے بلکل پیچھے دیوار پر کمپنی کا لوگو
اور ساتھ ہی نیچے انگریزی میں "نمل آفریدی " لکھا ہوا تھا-

NOVEL HUT

کمرے میں ہیٹر لگا ہوا تھا جس سے آفس کا ماحول باہر کی نسبت پُر سکون تھا-
دیوار پر مختلف پینٹنگز لگی ہوئی تھی- لوگو کے دونوں اطراف میں شلف تھیں
جس میں مختلف اقسام کی کتابیں پڑی ہوئی تھی-
پورے آفس میں اس کی پرفیوم کی مہک پھیلی ہوئی تھی-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

سیکرٹری کے جانے کے بعد وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی - تھوڑی دیر
بعد انٹرکام بجا تو اس کی سیکرٹری کی آواز گونجی -
میم وہ___
"کیا ہوا"؟ اس نے اچنبھے سے پوچھا-

NOVEL HUT

"میم وہ ہمدانی صاحب آئے ہے اور آپ سے ملنے کا کہہ رہے _ہم نے انہیں بہت روکا لیکن وہ آپ کے آفس کی جانب چلے گئے" - سیکرٹری ہچکچاتے ہوئے بولی-

"اچھا ٹھیک ہے آنے دو انہیں میں دیکھتی ہوں-"وہ مسکراتے ہوئے بولی-

ابھی اس نے انٹرکام رکھا ہی تھا کہ ایک دراز قد نوجوان آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا -

"ہائے نمل ! کیسی ہو -" وہ اندر داخل ہوتے بے تکلفی سے بولا -

" ھمم ٹھیک ہوں - تم بتاؤ؟" وہ مصروف سے انداز میں بولی -

"میں بھی فٹ الحمد اللہ - "وہ بڑی خوش مزاجی سے بولا -

تھری سوٹ پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے آنکھوں میں گوگلز لگائے- وہ وجیہہ نوجوان ہر لڑکی کی نظر کا مرکز بنا ہوا تھا -

لیکن سامنے بھی ِنمل آفریدی تھی جسے اس کی پرسنیلٹی ذرا بھی متاثر نہیں کی

-

"آج آپ نے ہمیں اپنے دیدار کا شرف کیسے بخشا؟ "ِنمل چیئر گھماتے ہوئے بولی -

"ہم نے سوچا آپ نے تو قسم کھا رکھی ہے نا ملنے کی ہم ہی مل آئیں - "وہ شکایتی انداز میں بولا -

ہاہا ہاہا ! یہ سن کر نِمل کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا - وہ ہنستے ہوئے کہنے لگی ابھی پچھلے ہفتے ہی تو ملے تھے ہم - ہنستے ہوئے اس کی آنکھیں چھوٹی ہوتی اور دائیں گال پر گہرا ڈمپل پڑتا تھا-

جب وہ ہنسی تو دابیر فرصت سے اسے دیکھنے لگا -

نِمل نے اس کو اپنی طرف یوں دیکھتے پایا تو کہنے لگی اب بتا بھی دو کیوں آئے؟ کب سے گھورے جا رہے بدتمیز !

"اوہ ہاں ! وہ ممی کہ رہی تھی کہ آج تم اور ایان ہماری طرف ڈنر کر لو -" ڈیڈ بھی تم لوگوں کو یاد کر رہے تھے -

"اچھا چلو دیکھتی ہوں - "وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی-

"اچھا چلو اب میں چلتا ہوں -" وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا -

"ارے رکو ! چائے یا کافی تو پیتے جاؤ -" نمل اسے کھڑے ہوتا دیکھ کر بولی -

"ارے نہیں ! مجھے کچھ کام ہے رات کو ڈنر پر ملتے -"

" چلو پھر جلدی نکلو میرے آفس سے -" وہ طنزیہ انداز میں بولی -

وہ ہنستا ہوا دروازہ کھولے باہر چلا گیا -

وہ دونوں شروع سے ایسے ہی تھے - ایک شیر تو دوسرا سوا شیر-

NOVEL HUT

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"میڈم آج پھر ہمدانی صاحب نمل کے آفس گئے تھے -" ایک گندمی رنگت کے 40 سالہ آدمی نے آکر اسے بتایا جسے سن کر وہ آگ بگولا ہو گئ -

اندھیرا، خاموشی، اور خوف کی فضا میں ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی بیٹھی تھی، اس کی آنکھیں اندھیرے میں چمکتی تھیں ۔

اس لڑکی کی خوبصورتی اور نیلی آنکھیں اسے خطرناک اور خوفناک بنا رہی تھی۔ وہ اپنے دشمنوں کو کچلنے کے لیے کسی بھی چیز کو استعمال کر سکتی تھی، اور وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی تھی ۔ اس لڑکی کی موجودگی سے ہوا میں خوف کی لہر دوڑتی تھی -وہ ایک خطرناک اور خوفناک عورت تھی، جو اپنے دشمنوں کو کچلنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی تھی -بلیک ہڈی پہنے گوری رنگت نیلی آنکھوں میں بھر کر کاجل لگائے وہ نہایت ہی خوبصورت لگ رہی تھی -وہ غصے میں چلائی ایسا کیا

ہے اس نِمل کے پاس جو ہمدانی بار بار اس کے پاس جاتا - وہ غصے میں ٹہلتی ہوئی بولی -

"نظر رکھو دونوں پر-" اس نے اپنے سامنے کھڑے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا -

اور نِمل کی تصویر کو پھاڑتے ہوۓ چلائ - چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں نِمل آفریدی -

○○○○○○○○○○○○○

"بڈی (buddy) ! کدھر چلے ابھی پریکٹس سیشن ختم نہیں ہوا -" حنان ایان کو جاتا دیکھ کر بولا -

"یار آج انکل زبیر نے ڈنر پہ بلایا تو ادھر جانا -" ایان اپنی چیزیں سمیٹتے ہوۓ بولا -

NOVEL HUT

"اچھا چل ٹھیک ہے پھر کل جلدی آجانا نہیں تو پھر امتیاز صاحب کو تو جانتا ہی ہے - "وہ دھمکانے والے انداز میں بولا -

امتیاز احمد ان کے کوچ ہے جو کام کے معاملے میں کافی سخت تھے -

"دھمکا رہا تو مجھے -" ایان نے آئ برو اُچکا کر اسے دیکھا -

"اتنی ہمت ہماری - "حنان بھی اسے کے انداز میں بولا -

"اچھا چل ٹھیک ہے میں چلتا ہوں - "وہ اپنا موبائل دیکھتے ہوئے بولا- اوپر آپی کالنگ لکھا آرہا تھا-

"اوکے ٹھیک ہے اللہ حافظ -"

گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے فون اٹھایا-

"جی آپی بس آرہا میں آپ تیار رہے-"وہ گاڑی پارکنگ ایریا سے نکالتے ہوئے بولا-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

NOVEL HUT

تھوڑی دیر بعد وہ گھر پہنچا تو نمل ابھی تیار ہو رہی تھی-

وائٹ کلر کی شلوار قمیض پہنے اوپر بلیک کلر کی شال لیے وہ باہر نکلا تو نمل تیار کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی-

نیوی بلیو کلر کی گھٹنوں سے اوپر فراک ساتھ بلیک پینٹ اور جوگرز پہنے وہ مکمل تیار تھی- چہرہ پر ہلکا پلکا میک اپ کالی گہری آنکھوں میں آئ لائنر لگائے وہ نہایت ہی خوبصورت لگ رہی تھی-

" چلے ایان ! "وہ اسے تیار دیکھ کر بولی-

"نہیں آپی میں بس نماز پڑھ آؤ پھر چلتے-" وہ باہر کی جانب قدم اٹھاتا ہوا بولا -

"ادھر جا کر پڑھ لینا پہلے ہی دابیر کی کئ کالز آچکی -" وہ اسے روکتے ہوئے بولی-

ایسا کرے آپ بھی نماز پڑھ لے_____

"اوکے آجانا میں جا رہی- "وہ اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولی-

وہ کہہ کر باہر واک آؤٹ کر گئ-

پیچھے ایان اسے افسردگی سے دیکھتے رہ گیا -

NOVEL HUT

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اس نے ایک شاندار عمارت کے سامنے اپنی گاڑی روکی- گارڈ نے اسے دیکھتے ہی دروازہ کھولا -

وہ عمارت ایک لمبی، اونچی اور سفید رنگ کی تھی، جس کے سامنے ایک بڑا اور خوبصورت لان تھا۔ لان میں ایک بڑا فاؤنٹین تھا، جس کا پانی خوبصورتی سے بہہ رہا تھا-

لان کے دونوں طرف ایک بڑے اور خوبصورت درخت تھے، جو عمارت کو ایک شاندار نظر دیتے تھے۔ عمارت کے سامنے ایک بڑا اور خوبصورت پورچ تھا، جس پر ایک بڑا دروازہ تھا۔

دروازے کے دونوں طرف ایک بڑے اور خوبصورت لیمپ تھے، جو رات میں عمارت کو اور خوبصورت بنا دیتے تھے۔ عمارت کے اوپر ایک بڑا اور خوبصورت بالکونی تھی، جو لان کی طرف کھلتی تھی۔

اس نے اپنی گاڑی پورچ میں کھڑی کی اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

NOVEL HUT

وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوئی اس نے اپنی نظروں کو ہال کے خوبصورت نظریں گھما دیا۔ ہال کے درمیان میں ایک بڑا اور خوبصورت فائر پلیس تھا۔ جس کے پیچھے ایک بڑی سی پینٹنگ لگی تھی، جو ایک مشہور آرٹسٹ کی تھی۔

ہال کے ایک کونے میں ایک بڑا اور خوبصورت پیانو تھا۔

وہ اس گھر کے کونے کونے سے واقف تھی۔ ہال میں نظر گھماتے ہی وہ ماضی کی یادوں میں کھو گئی۔

"بس کرو دابیر مجھے بھی پیانو بجانے دو۔" پندرہ سالہ نمل دابیر کو پیانو بجاتا دیکھ کر بولی۔

"نہیں میں نہیں دوں گا یہ میرے بابا کا ہے۔" وہ اسے چڑاتا ہوا بولا۔

"اب مجھے نہ بلانا تم، میں ناراض ہوں تم سے۔" وہ پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد لان میں نمل آگے اور دابیر اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

"نمل سنو سوری نا۔ آئندہ تنگ نہیں کروں گا۔" وہ اسے منانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

"دابیر مجھ سے بات نہ کرو میں نے تمہارا سر پھاڑ دینا-"وہ دھمکاتے ہوئے بولی-

"دیکھو تم میری اچھی دوست ہو نا مان جاؤ- میں تمہیں چاکلیٹ لا کر دوں گا" - وہ اسے لالچ دیتا ہوا بولا-

ایک گھنٹے کی کوششوں کے بعد بالآخر نمل مان گئ-

"نمل تم کب آئ-" دابیر اسے دیکھتے ہوئے بولا-

دابیر کے بلانے پر اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا-

"بس تھوڑی دیر پہلے ہی آئ-" وہ مسکراتے ہوئے بولی-

وہ دونوں ڈائننگ روم کی جانب بڑھ گئے-

"کیا کوئی اور بھی آیا ہوا؟" نمل نے ایک جانی پہچانی آواز سنی تو بولی-

دابیر نے کندھے اچکا دیے- جیسے ہی وہ دونوں اندر پہنچے نمل کی ایک کان پھاڑ دینے والی چیخ گونجی-

"چڑیل کی طرح چیخ رہی تم-"دابیر اسے چیختا دیکھ کر بولا-

"تم چپ کرو بدھو- "وہ اس کو خفگی سے دیکھتے ہوئے بولی-

" زائلہ تم یہاں کیسے؟" وہ اپنی خوشی اور حیرانی کو قابو رکھتے ہوئے اس سے گلے ملی۔

"بس آج ہی آئ ہیں۔" زائلہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہم بھی ادھر ہے بیٹا۔" زبیر صاحب اور فاریہ بیگم انہیں آپس میں باتیں کرتے دیکھ کر بولے۔

سوری انکل آنٹی ۔ کیسے ہیں آپ دونوں ۔ وہ معذرت خواہ انداز میں بولی۔

بالکل ٹھیک۔ تم بتاؤ۔ وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"اوئے! نمل، ایان کدھر؟" دابیر نے پوچھا۔

"وہ آرہا بس پریکٹس سیشن میں تھا۔" اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ایان بھی آگیا تو سب نے مل کر کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد زبیر صاحب اور فاریہ بیگم سونے چلے گئے۔

وہ چاروں باہر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔

"کیوں نہ ہم آئس کریم کھانے چلے۔" زائلہ چہکتے ہوئے بولی۔

"اتنی ٹھنڈ میں آئس کریم دماغ خراب ہے تمہارا؟" وہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں ہوتا مزہ آئیں گا-" نمل نے بھی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا-

"بھئی تم بتاؤ ایان-"دابیر نے ایان کو مخاطب کیا-

"آپ لوگ چلے جاؤ میں کیا کروں گا جا کر-" وہ مسکراتے ہوئے بولا -

"کیا مطلب کیا کرنا آئس کریم کھانا-"

"نہیں بہت ٹائم ہو جانا مجھے کام سے جانا-" اس نے سہولت سے انکار کیا-

"اوکے مرضی تمہاری-"

"آپی میں جا رہا آپ دھیان سے آئیے گا-"وہ سلام لیتا ہوا باہر چلا گیا-

"تم لوگ بھی چلو - میں چابی لے کر آتا گاڑی کی-" دابیر انہیں کہتا روم کی جانب چلے گیا-

"نمل کیا تم اور دابیر ایک دوسرے کو پسند کرتے؟ میرا مطلب دوستی کے علاوہ کچھ -" دابیر کے جاتے ہی زائلہ بولی-

"دماغ ٹھیک تمھارا کیسی باتیں کر رہی ہو - لگتا لندن میں کوئی گہری چوٹ لگی تھی تمہیں-"وہ مسکراتے ہوئے بولی-

"تم دونوں ابھی تک یہیں کھڑی ہو-" دابیر انہیں گھورتا ہوا بولا-

جا رہے بس-

چلو اب - وہ تینوں قہقہہ لگاتے باتیں کرتے باہر کی جانب چلے گئے-
وہ تینوں بچپن سے ساتھ تھے- سکول سے کالج کالج سے یونیورسٹی ہر جگہ ان کی دوستی کے چرچے تھے-
دوست زندگی کا بہت ہی قیمتی اثاثہ ہوتے، ان کے بغیر زندگی کا ایک حصہ ادھورا ہوتا-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"میم کہی جا رہی ہے آپ؟" گندمی رنگت والے آدمی نے نیلی آنکھوں والی لڑکی سے پوچھا-
ہاں! اس نے باہر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا-
"آپ خود جائیں گی کیا؟" اس نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا-
"نہیں بارات لے جاتی ساتھ تمہاری -" اس نے آدمی کو گھورتے ہوئے کہا-

میں ڈرائیو کر کے لے جاؤ؟

"تم زیادہ ہی سوال جواب نہیں کر رہے آج کل - اپنی حد میں رہا کرو -" وہ غصے سے پھنکارتی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئ-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

باہر بارش ہو رہی تھی، اور کلاس روم کے کھڑکیوں سے بارش کی بوندوں کی آواز آرہی تھی ۔ کلاس روم میں ٹھنڈی ہوا تھی، اور طلباء اپنے سویٹرز اور جیکٹس پہنے ہوئے تھے ۔

NOVEL HUT

کلاس روم میں وائٹ بورڈ ہے، جس پر ایان نے نماز کی اہمیت کے بارے میں نوٹس لکھے ہیں ۔ کلاس روم کے چاروں طرف طلباء کے لیے بینچز تھے، اور استاد کا ڈیسک کلاس روم کے آگے ہے۔ کلاس روم میں ایک الگ سے کونہ ہے جہاں پر اسلامی کتابیں اور قرآن رکھے ہیں۔

ایان اپنے طلباء کو نماز کی اہمیت کے بارے میں بتاتے ہوئے، بہت ہی صبر سے بھرے ٹون میں بات کر رہا تھا۔

اس کے چہرے پر ایک سوفٹ مسکراہٹ تھی، اور اس کے آنکھوں میں ایک ڈیپ انڈرسٹینڈنگ تھی۔

طلباء ایان کی بات سننے کے لیے فل فوکسڈ تھے۔ ان کے چہروں پر دلچسپی تھی اور وہ ایان کی بات کو بہت ہی سنجیدگی سے سن رہے تھے۔

"نماز کیا ہے؟" اس نے بہت نرمی سے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا-

"نماز ایک فرض عبادت جو ہر مسلمان پر فرض ہے-" ایک نیلی جیکٹ والے لڑکے نے کہا-

"شاباش! اور کوئی بچہ جواب دینا چاہتا؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا-

"نماز مسلمانوں کا اللہ سے ملاقات کا موقع ہے-" ایک بچے نے جواب دیا-

"نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے-" ایک اور جواب آیا-

"بلکل تو کیا آپ لوگوں کی نماز آپ کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی؟"

NOVEL HUT

طلباء نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے-

"بچے دیکھے آج کے دور ہم نماز تو پڑھتے لیکن ہم گناہ بھی کرتے - تو کیا ہماری نمازیں ہمیں برائ سے روکتی ؟"

نہیں ! سب طلباء نے جواب دیا-

"اگر ہم ہر گناہ یا جھوٹ بولنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ نماز برائ سے روکتی اور میں نے نماز پڑھی تو میں کیوں گناہ کر کے جھوٹ بول کر اپنی نماز ضائع کرو یا میری نمازیں مجھے برائ سے روک رہی؟ اگر نہیں تو میری نماز میں کوئ کمی رہ گئ جو میں نماز پڑھ کر بھی گناہ کی طرف راغب ہو رہا -"

"یقین مانئے اگر ہم نماز کو بوجھ سمجھ کر پڑھے گے تو وہ ہمیں برائ سے نہیں روک سکتی-"

"پتہ ہے ہمیں نماز کو بوجھ کیوں لگتی؟"وہ نہایت سنجیدگی سے بول رہا تھا-

"کیونکہ ہم نماز کا مقصد نہیں جانتے، نماز صرف ایک ڈیوٹی نہیں بلکہ ایک موقع ہے اللہ سے بات کرنے کا -" ساری کلاس میں خاموشی تھی - سب طلباء سنجیدگی سے اس کی بات سن رہے تھے-

"اگر ہم نماز کا مطلب سمجھیں گے تو ہمیں پتا چلے گا (سورہ فاتحہ) سے لے کر (آخری سلام) تک نماز اپنے آپ میں ساری کی ساری دعا ہے۔"

"ہمارے اور اللہ کے درمیان ہمیشہ رہنے والی دعا۔۔ اللہ اپنی عبادتوں کے معاملے میں کسی بھی انسان پر بوجھ نہیں ڈالتا۔"

"جہاں تک اس کی عبادتوں کی بات ہے وہاں تک اس نے ہم

پر صرف وہی کچھ فرض کیا ہے جو ہم آسانی سے کر سکیں۔" وہ روانی سے بول رہا تھا۔

"نماز کو بوجھ سمجھ کر نہ پڑھے یہ وہ تحفہ جو اللہ نے ہر بوجھ سے سکون پانے کے لئے دیا ہے۔" وہ کہہ کر سانس لینے کے لئے رکا۔

"تو اگر ہم نماز پڑھ کر بھی برائی کر رہے تو کیا ہماری نمازیں قبول نہیں ہو رہی؟" ایک نوجوان نے پوچھا۔

"نہیں نماز کی قبولیت کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا کہ ہماری نماز قبول ہوئی کہ نہیں۔ البتہ یہ وجہ ہو سکتی کہ ہم نماز خشوع و حضوع سے نہیں پڑھتے۔ جیسے اسے پڑھنے کا حق۔" وہ نہایت ہی سنجیدگی سے بولا۔

"میرا ایک سوال ہے؟" ایک بیس سالہ لڑکا ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے بولا-
کلاس میں ہر عمر کے لوگ تھا-
"جی ضرور پوچھو -" ایان مسکراتے ہوئے بولا- جب وہ مسکراتا تو نمل کی طرح اس کا بھی گہرا ڈمپل پڑتا لیکن بائیں گال پر اور کالی گہری آنکھیں چھوٹی ہو جاتی-
"میں نماز تو پڑھتا لیکن سکون نہیں ملتا مجھے-" وہ پریشانی سے بولا-
"اچھا سوال ! ہمم تو آپ نماز صرف سکون حاصل کرنے کے لیے پڑھتے؟" وہ گویا ہوا-
"ہاں بالکل ! " لڑکا دوبدو بولا-
"یہی مسئلہ ہم لوگوں کا ہم پریشان ہو جائے تو نماز پڑھتے صرف سکون حاصل کرنے کے لئے- باقاعدگی سے پڑھ رہے ہوتے لیکن اللہ کے لئے نہیں سکون کی تلاش میں- جب آپ اللہ کے لئے نماز پڑھے گے اس نیت سے کہ میں اللہ سے ملاقات کرنے جا رہا تو سکون ملے گا -" تمام طلباء دھرا دھر اس کی بولی بات ساتھ ساتھ اپنی کاپی پر نوٹ کر رہے تھے -
"نماز کو محبت سمجھ کر پڑھو گے تو رب اگلی نماز کے لیے خود بلائے گا -"

"آج کا لیکچر یہی ختم ہوتا اگر کسی کا کوئی سوال تو پوچھ لے - " وہ پروفیشن طریقے سے بولا-

نو ! سب طلباء اکٹھے بولے -

"چلے پھر خدا حافظ !" میں چلتا ہوں آپ سب اپنا خیال رکھئے گا اور نماز باقاعدگی سے پڑھنے کی کوشش کریں- وہ نہایت نرمی سے بولتا باہر چلا گیا-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

"کیسی رہی آج کی کلاس؟" حنان ایان کو آتا دیکھ کر بولا-

"اچھی تھی، تم بتاؤ میٹنگ کا کیا بنا چئیرمین صاحب نے کیا کہا ؟" ایان نے آج کی میٹنگ کے بارے میں پوچھا -

"وہ کہہ رہے تھے کہ ٹیم میں تبدیلی کرے سلیکشن کمیٹی اور شاید کوچ بھی بدل جائے-" وہ دونوں باہر کی جانب بڑھتے ہوئے بولے-

"چلو اچھا ہے ہو سکتا تبدیلی سے پرفامنس اچھی ہو جائے -"

"کدھر جانا اب تم نے؟" ایان نے حنان کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر بولا-
مما کو لینے جا رہا اکیڈمی سے - حنان نے روانی سے کہا-
"اچھا مجھے بھی لے جا مجھے چکر لگانا تھا ادھر-" ایان گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا-

دس منٹ کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ ایک عمارت کے باہر تھے-
یہ عمارت ایک روایتی اسلامی فن تعمیر کی مثال تھی، جس میں سفید رنگ کی دیواریں تھی، جو دھوپ میں چمکتی تھی۔ اکیڈمی کا داخلہ بڑا اور کھلا تھا، جہاں پر ایک خوبصورت لکڑی کا دروازہ تھا، جس سے پیچیدہ نقش و نگار سے سجایا گیا تھا۔ اسکے دونوں اطراف میں چھوٹے چھوٹے مینار تھے، جو اسکی شان کو اور بھی بڑھا رہے تھے۔ عمارت کے آگے ایک چھوٹا سا باغ تھا، جس میں خوشبو دار پھول تھے، جو اس جگہ کو اور بھی سکون بھرا بنا رہا تھا۔ یہ جگہ صرف ایک تعلیمی ادارہ نہیں، بلکہ ایک روحانی پناہ گاہ بھی تھی، جہاں لوگ اللہ کی کتاب سے روشن اور رہنمائی حاصل کرتے تھے -
حنان راہداری سے گزر رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ

ایک بڑی سی کلاس میں ایک پچاس سالہ خاتون کھڑی سامنے بیٹھی لڑکیوں کو مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی وہ لڑکیوں کو خدا حافظ کہتی باہر کی جانب آگئی۔

"السلام علیکم ! امی کیسی ہے آپ ؟ " حنان انہیں دیکھتے ہی نرمی سے بولا۔

"الحمدللہ ٹھیک ! آپ بتاؤ بیٹا؟" منال بیگم اسے سینے سے لگاتے ہوئے بولی۔

"جی میں بھی ٹھیک ہوں ۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"ایان نہیں آیا بیٹا؟" منال بیگم نے اسے اکیلے دیکھ کر پوچھا۔

"آیا ہے وہ بھی شاید آپ کے آفس میں ہو ۔" وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے آفس میں پہنچ گئے۔

"السلام علیکم آنٹی ! " ایان انہیں دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔

"وعلیکم السلام۔بیٹا ! کیسے ہو آپ؟" منال بیگم سر پہ پیار دیتے ہوئے بولی۔

"الحمدللہ ! آپ بتائیں کیسی ہے اور دن کیسا تھا آج کا ۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"سب ٹھیک الحمداللہ۔"

ایان کی والدہ ہمیشہ سے ایک قرآن اکیڈمی کھولنا چاہتی تھی، جہاں پر بچوں کو قرآن کی تعلیم دی جا سکتی - لیکن کچھ وجوہات کی وجہ سے وہ اپنے اس خواب کو پورا نہیں کر سکی ۔ ایان نے اپنی والدہ کی اس خواہش کو پورا کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اس نے اپنی ماں کی یاد میں ایک قرآن اکیڈمی بنا ئ -اکیڈمی کا نام "دار القرآن" رکھا گیا تھا -اکیڈمی میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی، اور نہیں اسلامی اقدار اور ادب سکھائے جاتے تھے- لڑکے اور لڑکیوں کے لئے الگ الگ بلڈنگ تھی اور اساتذہ بھی الگ تھے تاکہ کسی قسم کا کوئ مسئلہ نہ ہو- لڑکیوں کی بلڈنگ میں کسی لڑکے کو جانے کی اجازت نہ تھی البتہ حنان اور ایان اس کو وزٹ کر آتے تا کہ کوئ مسئلہ نہ ہو- اکیڈمی بنانے میں حنان اور منال بیگم نے ایان کا بہت ساتھ دیا-

سچے دوستوں کا ساتھ ہمیشہ خاص ہوتا ہے -ان کا ساتھ ایسا ہوتا ہے جیسے رنگین کینوس پر رنگ بھرنا-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ایان مسجد سے گھر آیا تو اسے کچن سے شور کی آواز سنائی دی- وہ جیسے ہی کچن میں گیا تو دیکھا نمل رف سے حلیے میں کاؤنٹر کی جانب رخ موڑے کھڑی تھی-

"کیا ہو رہا ہے آپی؟" وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا-

"آٹا گوندھنے کی کوشش کر رہی ہوں اور مشین بھی خراب ہو گئی ہے-" وہ قدرے مایوسی سے بولی-

"سکینہ بھی چھٹی پر ہے-" اس نے ملازمہ کا بتایا جو بیماری کی وجہ سے نہیں آئی تھی-

اس کے ہاتھ آٹے اور آٹے کی چپچپا گندگی میں کہنی تک گھرے تھے۔ اس کے سیاہ بال ایک ڈھیلے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے، لیکن آوارہ لٹیں بچ گئی تھیں اور اب اس کی آٹے سے بھری پیشانی سے چپک گئی تھیں۔ اس کی کالی گہری آنکھوں میں جھنجھلاہٹ تھی - جب وہ تعاون نہ کرنے والے آٹے سے لڑ رہی تھی۔ آٹے کا ڈھیر چھلک پڑا، جس نے اس کے چہرے

اور ہاتھوں کو سفید پاؤڈر کی موٹی تہہ میں لپیٹ دیا۔ اس کے گال اور ناک بھی آٹے سے بھر گئے تھے۔

ایان اسے دیکھتے ہی کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

"آپی یہ آپ نے اپنی کیا حالت بنا رکھی۔" اس نے اپنی ہنسی کو بمشکل روکتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں گوندھ رہی اب خود گوندھنا۔" نمل اسے غصے سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں کیسے گوندھ سکتا آٹا۔" وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"تم ہی گوندھ کر دو گے۔" اس نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے کہا۔

نمل ایان کو آٹا گوندھنے کے لیے کہہ رہی ہے، لیکن ایان بالکل راضی نہیں۔

" ایان، بس کر دو اپنی ساری بہانے بازی! تم سے کہہ رہی ہوں، آٹا گوندھ دو! " نمل مصنوعی غصے سے بولی۔

" کیا آپ کو لگتا ہے کہ میرے اتنے 'ہینڈسم' ہاتھ آٹا گوندھنے کے لیے بنے ہیں؟ " وہ ڈرامائی انداز میں بولا۔

" آٹا گوندھنے سے تمہارے 'ہینڈسم' ہاتھ اور مضبوط ہو جائیں گے۔" نمل بھی اسے کے انداز میں بولی۔

ایان نے نہایت ڈرامائی انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں کو ہوا میں اٹھایا، جیسے کوئی فلمی ہیرو کسی بڑی ناانصافی کا سامنا کر رہا ہو۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹا، گہری سانس لی، اور اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"یہ ظلم ہے! ایسا ظلم تو کسی ولن کے ساتھ بھی نہ کیا جائے!"

پھر وہ ایک لمحے کے لیے توقف کیا، نمل کی طرف مڑ کر مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے بولا "میرے نازک ہاتھوں پر رحم کرو، آپی! یہ آٹا گوندھنے کے لیے نہیں، دنیا فتح کرنے کے لیے بنے ہیں!"

نملنے اسے دیکھ کر قہقہہ لگایا، اور طنزیہ لہجے میں بولی۔

" اوہ ہاں، دنیا فتح کرنے والے ! پہلے یہ آٹا تو فتح کر لو، باقی باتیں بعد میں کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد نمل کاؤنٹر پر بیٹھی تھی اور ایان اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر کاؤنٹر کے سامنے کھڑا آٹا گوندھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا-" وہ منہ کے ٹیڑھے زاویے بناتا ہوا بولا-

"تھوڑا پانی اور ڈالو-" نمل اس کی بات کو نظر انداز کرتی مسکراتے ہوئے بولی-

ایان نے بھنویں اٹھا کر اسے دیکھا، اور اس نے ایک طنزیہ آہ بھری، اس نے آٹے میں مزید پانی ڈالا- نمل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئ-

"یہ نہیں ہو رہا مجھ سے-" وہ بے زاری سے بولا- اس نے جیسے ہی اوپر دیکھا اس کے چہرے پے آٹا لگا ہوا تھا اور آنکھوں میں غصہ تھا-

"نمل نے اسے دیکھتے ہی زوردار قہقہہ لگایا-" وہ کاؤنٹر سے اتر کر ایان کے پاس آئ-

"پیچھے ہو میں تمہاری کچھ مدد کر دیتی-"

ایک گھنٹے کے بعد بالآخر دونوں بہن بھائی آٹا گوندھنے میں کامیاب ہو گئے۔
"بہن بھائی کا رشتہ عجیب ہوتا ہے۔ لڑائی میں سب سے بڑے دشمن اور پیار میں سب سے بڑے ہمدرد ہوتے ہیں، جو ہر مصیبت میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں۔"

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اسٹوڈیو روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، ہر طرف خوشی اور جوش کا سماں تھا۔
سامعین کے علاقے میں موجود لوگ تالیاں بجا رہے تھے اور جوش و خروش سے بھرپور تھے۔ اسٹیج پر ایک پرجوش اور زندہ دل میزبان **"سعد جعفری"** مائیک سنبھالے اپنی منفرد اور مزاحیہ انداز میں شو کا آغاز کر رہا تھا۔
"السلام علیکم، دوستو! کیا حال ہے؟ سعد مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔

آج کا شو ایسا دھما کے دار ہونے والا ہے جیسے آپ کے پسندیدہ کھلاڑی نے میدان میں چھکا مار دیا ہو اور جناب، آج کے مہمان ہیں ہمارے سب کے پسندیدہ، کرکٹ کے بے تاج بادشاہ...

چمکدار روشنیوں میں، ایک شخص اسٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جو نہ صرف اپنی دلکش شخصیت بلکہ اپنی منفرد نیلی آنکھوں کی بدولت سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا، اس کی آنکھوں کی رنگت ایک خاص جاذبیت رکھتی تھی، جیسے کسی گہرے نیلے سمندر کی گہرائیوں میں غم اور خوشی کے ہزاروں راز چھپے ہو۔

اس کی نیلی آنکھیں اس کی شخصیت کی شدت کو اور زیادہ ابھارتی تھی- ان آنکھوں میں کچھ ایسا ہے جو کہ بس دیکھتے ہی دل میں اتر جائے-

دیکھا جائے تو یہ شخص صرف ایک چہرہ نہیں، بلکہ ایک مکمل کائنات کی طرح ہے، جس کی آنکھوں کا نیلا رنگ اس کی دنیا کی گہرائیوں کو بیان کرتا تھا۔

اسٹوڈیو کے دروازے کھلے، اور **"حنان سلطان"** ایک مشہور کرکٹر اور پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان ہے، مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوتے ہیں ۔ وہ جینز اور بلیزر میں نہایت شاندار لگ رہا تھا۔ اس کا اعتماد اس کے ہر قدم سے جھلک رہا تھا۔

سامعین خوشی سے شور مچا رہے تھے اور حنان ہلکا سا جھک کر ہاتھ ہلا کر سب کو سلام کر رہا تھا۔ وہ اسٹیج پر آیا اور سعد سے ہاتھ ملایا۔

"یار، حنان، تمہارا داخلہ تو ایسا تھا جیسے کوئی ہیرو فلم میں سلو موشن میں چلتا ہوا آرہا ہو۔ یہ شو ہے یا بالی ووڈ کا سین؟" سعد مسکراتے ہوئے بولا-

"سعد بھائی، شو کا ماحول ہی ایسا تھا کہ لگا واقعی کرکٹ کے میدان میں ہوں اور سامعین مجھ سے چھکا مانگ رہے ہیں!" حنان بھی اسے کے انداز میں بولا-

تھوڑی دیر میں سعد نے ایک مزاحیہ انداز میں سوالات کا سلسلہ شروع کیا-

اچھا حنان، پہلا سوال: "کرکٹ یا ایکٹنگ؟" سعد نے آئی برو اُچکا کر اسے دیکھا اور پوچھا۔

"پہلے کرکٹ، ایکٹنگ تو بس اشتہارات تک ہی ٹھیک ہے!" حنان کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"اور اگر ایکٹنگ کرو تو ہیرو بنو گے یا ولن؟" سعد کے سوال پر سامعین کا شور بڑھا۔

"میں تو وہی بنوں گا جو امپائر کے فیصلے کے بعد بھی ہجوم کو خاموش کروا سکے!" حنان مسکراتے ہوئے بولا۔

"چلیں حنان بھائی، کرکٹ کی باتیں تو بہت ہو گئیں۔ اب ذرا دل کی بات کرتے ہیں۔ آپ کے لاکھوں فینز ہیں، خاص طور پر خواتین۔" سعد ایک شوخ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"کرکٹ کے میدان میں تو آپ کا کوئی مقابلہ نہیں، لیکن

زندگی کے میدان کی سب سے اہم وکٹ یعنی 'زندگی کی ساتھی' کیسی ہونی چاہیے؟" سامعین یہ جاننے کے لیے بے تاب ہیں۔

"دیکھیں سعد بھائی، میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی کی ساتھی ایک ایسی عورت ہو جو مضبوط ہو، جو میرے ساتھ زندگی کے مشکل ترین لمحات میں بھی کھڑی ہو اور ہمارے رشتے کو مضبوط کرے۔" حنان ہلکا سا مسکرایا، لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی آگئی۔

"یعنی ایسی بیوی جو آپ کے کرکٹ کے میچ ہارنے پر بھی آپ کے ساتھ ہو، یہ نہ ہو کہ خود امپائر بن کر فیصلہ سنانے لگے؟" سعد مزاحیہ انداز میں بولا۔

(سامعین ہنستے لگے)

NOVEL HUT

"بلکل سعد بھائی، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دین دار ہو، اور اسلام کے اصولوں کو اپنی زندگی میں اپنائے۔ ایک ایسی عورت جو نہ صرف میرے گھر کو سکون کا گہوارہ بنائے بلکہ میرے ایمان کو بھی تقویت دے۔" حنان مسکراتے ہوئے بولا۔

"اوہ، تو آپ کو ایسی خاتون چاہیے جو نماز پڑھتی ہو، روزہ رکھتی ہو، لیکن ساتھ میں میچ کے دوران آپ کے لیے دعائیں بھی کرے؟" سعد شرارتی لہجے میں بولا۔

"دیکھیں سعد بھائی، دعا تو سبھی ماں، بہن یا دوست کرتے ہیں۔ لیکن ایک زندگی کی ساتھی وہ ہوتی ہے جو آپ کو اللہ کے قریب کرے، جو آپ کو زندگی کی مشکلات کے دوران ثابت قدم رکھے، اور خود بھی ہر فیصلے میں حکمت اور وقار کا مظاہرہ کرے۔" حنان نے سنجیدگی سے کہا۔

"واہ، یار حنان، یہ تو بہت گہری باتیں ہو گئیں۔ کوئی خاص وجہ؟ " سعد متاثر ہوتے ہوئے بولا۔

"بالکل ! ایک عورت کی طاقت صرف اس کے علم یا معاشی آزادی میں نہیں، بلکہ اس کے کردار میں بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین، اپنی روایات اور اپنی شخصیت کا توازن برقرار رکھے، تو وہی سب سے مضبوط عورت ہے۔ مجھے ایسا ہی ساتھ چاہیے جو میرے ایمان کو بھی مضبوط کرے اور زندگی کے ہر امتحان میں میرا سہارا بنے۔" حنان نے ہلکے سے سر کو خم کرتے ہوئے کہا۔

سامعین تالیاں بجانے لگے، اور ماحول سنجیدہ مگر متاثر کن ہو گیا۔

"بھئی، آپ نے تو دل کی بات کہہ دی ! لگتا ہے کہ یہ جواب سن کر بہت سی لڑکیوں کی دعائیں آپ کے لیے اور زیادہ بڑھ جائیں گی ! " سعد نے ہنستے ہوئے کہا۔

یوں ہی ہنسی مذاق اور سامعین کے شور اور تالیوں لے ساتھ شو کا اختتام ہوا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

منال بیگم قرآن اکیڈمی کی کلاس میں کھڑی تھیں، اور انھوں نے سامنے بیٹھی لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"بہت سی لڑکیوں نے مجھ سے ناولز کے بارے میں پوچھا ہے کہ کیا ہم انہیں پڑھ سکتی ہیں؟" وہ تھوڑی دیر رکی، پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں جو ناولز پڑھنے چاہیئں، وہ ایسے ہوں جو ہمارے خیالات کو مثبت اور تعمیری بنائیں۔ ہمیں ایسی کتابیں پڑھنی چاہیئں جو ہمارے کردار کو مضبوط کریں، جیسے کہ ادب، انسانیت، اور اخلاقیات پر مبنی ناولز۔ اس سے نہ صرف ہمارا ذہن کھلتا ہے بلکہ ہمارے اندر صحیح فیصلے کرنے کی صلاحیت بھی بڑھتی ہے۔" وہ سانس لینے کو رکی۔

"لیکن یاد رکھو، جب بھی تم کوئی ناول پڑھو، اس میں اچھائی اور برائی کی تمیز رکھنا ضروری ہے۔ ایک اچھا ناول وہ ہے جو تمہیں محض تفریح نہیں دیتا بلکہ تمہیں کسی مقصد کی طرف مائل کرتا ہے، جیسے کہ اپنی زندگی کو بہتر بنانا یا دوسروں کی مدد کرنا۔ ہمیں اسلامی ناول پڑھنے چاہیے-" کلاس روم میں صرف منال بیگم کی آواز گونج رہی تھی اور سب کی نظریں ان پر مرکوز تھیں۔

"اسلامی ناول صرف کہانیاں نہیں ہوتی ۔ یہ ہماری زندگی کے وہ سبق ہیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوتے ہیں۔" مِنال بیگم نے چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"جب آپ ایک اسلامی ناول پڑھتی ہیں، تو آپ کو ایک ایسی دنیا ملتی ہے جہاں اخلاق، ایمان اور محبت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ آپ دیکھتی ہیں کہ کیسے کردار مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اللہ کی مدد سے ان کا حل نکالتے ہیں۔" وہ نہایت سنجیدگی سے بول رہیں تھیں۔

ایک طالبہ نے سوال کیا، "مگر اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا، میم؟"
مِنال بیگم نے چند لمحوں کے لیے خاموشی اختیار کی اور پھر جواب دیا، "یہ ناول آپ کو سچائی کی اہمیت سکھاتے
ہیں۔ آپ کو یہ سمجھ آتا ہے کہ زندگی کے مسائل کا حل صرف اللہ کی رضا میں ہے۔ ان کہانیوں میں آپ دیکھیں گی کہ کس طرح لوگ ایمان کے ساتھ اپنے مسائل کو حل کرتے ہیں، اور یہ آپ کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔"

دوسری طالبہ نے سوال کیا، "کیا ہم ان کہانیوں سے اپنے اخلاق بھی بہتر بنا سکتے ہیں؟"
"بالکل!" مِنال بیگم نے سر ہلاتے ہوئے کہا، " اسلامی ناول ہمیں اچھے اخلاق، صبر، شکرگزاری اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سکھاتے ہیں۔ یہ ہمارے دلوں میں محبت اور ہمدردی پیدا کرتے ہیں، اور ہمیں سکھاتے

ہیں کہ کیسے ہم دوسروں کی مدد کر سکتے ہیں، جیسے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔"

"یہ سب تو بہت اچھا ہے، میم۔ تو ہمیں ایسے ناول پڑھنے چاہئیں؟" ایک اور طالبہ نے کہا۔

"جی ہاں، اور میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے مطالعے میں ان کہانیوں کو شامل کریں۔ ان سے نہ صرف آپ کا علم بڑھے گا بلکہ آپ کا کردار بھی بہتر ہوگا۔ اور سب سے اہم بات، اللہ کی رضا اور جنت کے راستے پر چلنا آپ کا مقصد ہونا چاہیے۔"

طالبات خاموشی سے مِنال بیگم کی باتیں سن رہی تھیں، اور دل ہی دل میں عزم کر رہی تھیں کہ وہ ان اسلامی ناولوں کا مطالعہ کریں گی، تاکہ ان کی زندگی میں تبدیلی آ سکے۔

اچانک ایک طالبہ اپنی کرسی سے اٹھ کر ان کے پاس آئی۔

"میم، مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ تھوڑی پریشان سی نظر آ رہی تھی۔

"جی بیٹا، کیا بات ہے؟" مِنال بیگم نے نرمی سے کہا۔

"میم، میں نے حال ہی میں کچھ اسلامی ناول پڑھنا شروع کیے ہیں، اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ میری زندگی بدل گئی ہے۔ ان کہانیوں میں جو سچائیاں اور سبق ہیں، وہ مجھے بہت متاثر کرتے ہیں۔" طالبہ نے کہا۔

مِنال بیگم مسکرا کر اس کی باتیں سنتی رہیں، پھر آہستہ سے بولیں، "بیٹا، یہ بہت اچھا ہے کہ تم نے اسلامی ناولوں میں چھپے ہوئے اخلاقی اصولوں کو

سیکھا ہے، لیکن کیا تم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ان کہانیوں کا اصل ماخذ کہاں ہے؟"

طالبہ نے حیرانی سے پوچھا، "میم، آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

مِنال بیگم نے وضاحت سے کہا، "وہ سب جو تم نے اسلامی ناولوں میں پڑھا، وہ قرآن اور حدیث کی تعلیمات سے ہی نکلا ہے۔ ان ناولوں کا مقصد تمہیں درست راستہ دکھانا ہوتا ہے، لیکن اصل رہنمائی قرآن و حدیث میں ہے، کیونکہ وہ اللہ کی کتابیں ہیں، اور ہم تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا سب سے معتبر ذریعہ ہیں۔"

"مگر میم، وہ کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں، اور بہت کچھ سکھاتی ہیں۔ کیا ان کا پڑھنا ٹھیک نہیں؟" طالبہ نے سوال کیا۔

مِنال بیگم نے جواب دیا، "اسلامی ناول پڑھنا ایک اچھی بات ہے، کیونکہ یہ تمہیں اچھے اخلاق، صبر، اور سچائی کے اصول سکھاتے ہیں، مگر یاد رکھو، یہ سب کچھ قرآن اور حدیث کی روشنی میں ہوتا ہے۔ اگر تمہارا مقصد صرف کہانیوں سے سبق لینا ہے، تو تم اصل رہنمائی سے محروم
رہ جاؤگی۔"

پھر مِنال بیگم نے ایک مثال دی، "یاد رکھو، جب تم کسی مسئلے کا حل چاہتی ہو، تو تمہارے پاس سب سے اہم کتاب قرآن ہے۔ جیسے کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا: 'ہم نے یہ قرآن تمہیں ہدایت کے لیے دیا ہے۔' اور اگر تم کسی مسئلے یا سوال کا جواب تلاش کرنا چاہتی ہو، تو قرآن اور حدیث میں اس کا جواب موجود ہے۔"

"یہ ناول صرف ایک گائیڈ کی طرح ہیں، جیسے تمہیں ایک نقشہ ملتا ہے، مگر اصل راستہ قرآن و حدیث ہی ہیں۔ جیسے اگر تمہیں اپنی زندگی کا مقصد

سمجھنا ہو یا اخلاقی طور پر اپنی شخصیت کو بہتر بنانا ہو، تو تمہیں قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے۔" مِنال بیگم نے مزید کہا۔

طالبہ کچھ دیر سوچ کر کہنے لگی، "تو آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ میں اسلامی ناولوں کے ساتھ ساتھ قرآن اور حدیث کو بھی پڑھوں؟"

مِنال بیگم نے مسکرا کر کہا، "جی ہاں، اور اس پر عمل بھی کرو۔ کیونکہ اسلامی ناول صرف تمہیں راستہ دکھاتے
ہیں، لیکن قرآن اور حدیث تمہیں اصل ہدایت اور مقصد تک پہنچاتے
ہیں۔"

NOVEL HUT

طالبہ نے سر ہلا کر کہا، "میم، میں نے آپ کی بات سمجھ لی ہے۔ میں ناولوں کو ضرور پڑھوں گی، مگر قرآن و حدیث کو بھی اپنی زندگی کا حصہ بناؤں گی۔"

مِنال بیگم نے خوش ہو کر کہا، "اللہ تمہیں اپنی ہدایت دے، اور تمہارے دل میں علم کی روشنی بھرے۔"

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

تینوں دوست ایک کونے کی میز پر بیٹھے تھے، جہاں سے پورے ریسٹورنٹ کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ ریسٹورنٹ دابیر کا تھا، جو حال ہی میں کھولا گیا تھا۔ یہ ایک دلکش جگہ تھی، جہاں جدید آرٹ اور پرانی ثقافت کا امتزاج نظر آتا تھا۔

"واہ، دابیر! یہ جگہ تو شاندار ہے۔ تم نے اسے اتنا منفرد کیسے بنایا؟" نمل ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

"یہ سب تم دونوں کی باتوں کا نتیجہ ہے۔ یاد ہے، کالج کے دنوں میں ہم کیفے کے ہر کونے میں بیٹھ کر اس بات پر

بحث کرتے تھے کہ ایک مثالی ریسٹورنٹ کیسا ہونا چاہیے؟" دابیر مسکراتے ہوئے بولا۔

"ہاں، اور ہمیشہ میں کہتی تھی کہ کھانے سے زیادہ ماحول اہم ہوتا ہے۔ اور دیکھو، تم نے وہی کر دکھایا!" زائلہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔

"لیکن میں ہمیشہ کہتی تھی کہ آرٹ کے بغیر کوئی جگہ مکمل نہیں ہوتی۔ اور یہاں تو دیواروں پر میری پسند کے جیسے آرٹ کے نمونے ہیں۔ کیا یہ تمہارا آئیڈیا تھا؟" نمل خوش ہوتے ہوئے بولی۔

"بالکل! میں نے سوچا، اگر نمل یہاں آئے تو اسے ایسا لگے کہ یہ جگہ اس کے خوابوں کی تعبیر ہے۔" دابیر چمکتی آنکھوں سے بولا۔

NOVEL HUT

ان کی دوستی میں ایک خاص بات تھی، اور وہ تھی ان کے کپڑے۔ جب بھی یہ تینوں ملتے، ہمیشہ ایک جیسے کپڑے پہنے ہوتے۔ ہمیشہ ایک ہی رنگ کی ملبوسات میں نظر آتے، جیسے آج وہ دونوں سبز رنگ کی سادہ، لیکن شائستہ ٹی

شرٹ اور جینز پہنے ہوئے تھیں، جو ان کے چہرے کی مسکراہٹ کے ساتھ اور بھی زیادہ روشن ہو رہی تھی۔ دابیر نے بھی ایک سبز ٹی شرٹ اور اسی رنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی، جو ان کے ساتھ کی ہم آہنگی میں اضافہ کر رہا تھا۔

یہ کپڑے ان کی شخصیتوں کی مانند سادہ، آرام دہ، اور ایک دوسرے سے ہم آہنگ تھے۔ جب وہ ایک ساتھ چلتے، ایسا لگتا کہ ان کی دوستی کا رنگ اور ڈیزائن ایک ہی ہو، جیسے وہ ایک دوسرے کی روحیں ہوں۔ ان کے لباس کا یہ مشترکہ انتخاب ان کی دوستی کی علامت بن چکا تھا۔ یہ ہمیشہ ایک خوشگوار لمحہ ہوتا، جب تینوں ایک جیسے کپڑے پہنے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلتے، جیسے دنیا کی ساری پریشانیاں ان کے درمیان چھوٹی سی بات بن کر رہ جاتی تھیں۔

اور میرے لیے؟ میرا ذکر کیوں نہیں کیا؟" زائلہ انہیں چھیڑتی ہوئی بولی۔

"تمہارے لیے تو یہ کافی ہے کہ یہاں کے کھانے کا مینو تمہارے جیسا جاندار اور مزے دار ہے۔" دابیر شرارتی انداز میں بولا۔

"اچھا، یہ مان لیتی ہوں۔ لیکن کالج کے دنوں کی وہ باتیں اور ریسٹورنٹ کے دورے یاد آتے ہیں۔ ہم تو ہر جگہ جا کر شور مچاتے تھے۔" زائلہ اداسی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں بولی۔

"اور ویٹر ہمیشہ ہمیں گھور کر دیکھتے تھے کیونکہ تم ہمیشہ کچھ عجیب سا کھانے کا آرڈر دیتی تھی۔" نمل بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"اور زائلہ ہمیشہ کہتی تھی، "نئی چیزیں آزمانا زندگی کا سب سے بڑا مزہ ہے۔" دابیر ہنستے ہوئے بولا۔

" اور دیکھو، وہی مزہ مجھے یہاں تک لے آیا۔ لیکن تم دونوں کے بغیر یہ مزہ ادھورا تھا۔" زائلہ فخریہ انداز سے اپنا کالر جھڑکتے ہوئے بولی۔

"زندگی بدل گئی، لیکن کچھ باتیں وہی رہیں۔ ہماری دوستی، ہماری کہانیاں، اور یہ وعدہ کہ ہم ہمیشہ ملتے رہیں گے۔" نمل گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔

"زائلہ یاد ہے کالج کے دنوں میں تمہارے کیمرے میں ہمیشہ مسئلہ ہوتا تھا، یا تو بیٹری ختم یا پھر لینز خراب۔" دابیر چائے کا گھونٹ لیتا ہوا بولا۔

"اور تم ہمیشہ مذاق اڑاتے تھے کہ میں فوٹوگرافر کیسے بنوں گی۔" زائلہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔

"اور دیکھو، تم نے واقعی سب کو غلط ثابت کر دیا!" نمل اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

" اور تم دونوں نے بھی یہ ثابت کیا کہ دوستوں کے خواب کبھی ادھورے نہیں رہنے چاہئیں۔" زائلہ مسکراتے ہوئے بولی۔

" لیکن وہ سب کچھ ہماری دوستی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ یہ جگہ، یہ وقت، یہ لمحے ہمیں ہمیشہ یاد دلاتے ہیں کہ ہم نے یہ سفر کہاں سے شروع کیا تھا۔" دابیر سنجیدگی سے بولا۔

" اور یہ بھی کہ چاہے زندگی ہمیں کتنی دور لے جائے، ہم ہمیشہ واپس آسکتے ہیں، ان یادوں کے ساتھ۔" نمل مدھم مسکراہٹ کے ساتھ بولی-

"زندگی میں تم دونوں جیسے دوست ضرور ہونے چاہیے- تمہارے جیسے دوست کسی قیمتی تحفہ سے کم نہیں -"

نمل نم آواز میں بولی-

ماضی کی یادوں اور ہنسی مذاق میں ہی کھانا کھایا گیا-ان کے قہقہے پورے ریسٹورنٹ میں گونج رہے تھے، اور یہ لمحہ ہمیشہ کے لیے ان کی یادوں میں قید ہو گیا -

"دوستوں کے ساتھ گزرے لمحے اس کتاب کی طرح ہوتے جو ختم تو ہو جاتی، مگر ہر صفحہ دل پر اپنی نشانی چھوڑ جاتا- خاموشی میں گہری باتیں، اور ہنسی میں چھپے سارے راز۔ وقت جیسے رک گیا ہو اور اُس لمحے کو ہمیشہ کے لئے اپنے دلوں میں محفوظ کر لینا-"

NOVEL HUT

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حنان اپنے کرکٹ میچ کے دوران میدان میں تھا۔ وہ بیٹنگ کرنے کے لیے تیار تھا، لیکن اس کے دماغ میں کچھ اور چل رہا تھا۔ اس کی نظریں پچ پر تھی، لیکن اس کے اندر ایک خالی پن تھا۔ اسی دوران، اس کی نظر اسٹیڈیم کے باہر کھڑے ایک شخص پر پڑی، جو اس کے والد عباس سلطان تھے۔ جو اب کسی اور شہر میں رہتے تھے اور اپنی دنیا میں مگن تھا، چند لمحے پہلے اس کے ساتھ رابطہ کرنے آئے تھے۔

حنان کے دل میں ایک ہلچل مچی۔ اس کا دل ایک لمحے کے لیے رک گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے والد کا اس کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں تھا، اور نہ ہی اس کے والد کبھی اس کی کامیابیوں پر خوش ہوتے تھے۔ عباس وہاں کھڑا تھا، لیکن اس کی نظریں اس پر نہیں تھیں۔

حنان کا ذہن ماضی کی گلیوں میں دوڑ گیا۔ وہ ایک دن اپنے والد کو دیکھ رہا تھا، جب اس کی والدہ (**منال بیگم**) ان سے بات کر رہی تھی۔ منال ہمیشہ کی طرح دینی باتیں کر رہی تھی، اور اس کے والد کے چہرے پر ایک جھر جھری سی آگئی تھی۔ عباس نے جتنی دفعہ منال بیگم سے کہا تھا کہ "ہمیں اس راستے سے ہٹنا ہو گا"، اتنی ہی دفعہ منال بیگم نے اپنے اصولوں سے پیچھے نہیں ہٹا۔ ایک دن جب حنان چھپ کر ان کی باتیں سن رہا تھا، اس نے سنا۔

"منال، تم مجھے قید کر رہی ہو! میں تمہاری باتوں سے تنگ آچکا ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے ہیں۔"

یہ الفاظ حنان کے دل میں ایک کانٹے کی طرح چبھ گئے۔ وہ اپنے والد کو ہمیشہ ایک ہیرو سمجھتا تھا، مگر اس دن وہ حقیقت جان چکا تھا۔ اس کی دنیا کا وہ ستون جو ہمیشہ مضبوط لگتا تھا، وہ دراصل اس کی زندگی سے فرار ہو چکا تھا۔

حنان کو اس لمحے میں یہ حقیقت یاد آئی کہ اس کے والد نے ہمیشہ اپنی ذاتی خواہشات کو ترجیح دی۔ عباس کی بے وفائی، جو اس کے خاندان کی محبت

سے زیادہ اپنی دنیا کے پیچھے دوڑنے میں تھی، حنان کے دل میں ایک خلا چھوڑ گئی تھی۔ وہ کرکٹ کی پچ پر کھڑا تھا، مگر اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر تھا جب اس کے والد نے اس کے سامنے اپنی زندگی کو تقسیم کیا تھا۔ اس کے والد نے ہمیشہ اسے نظرانداز کیا تھا، اور یہ حنان کے لیے ایک اذیت بن چکا تھا۔

حنان کا دماغ ماضی اور حال کے درمیان الجھ رہا تھا، لیکن اس کے دل میں ایک نیا عزم جاگ چکا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور اپنے اندر کی طاقت کو محسوس

کیا۔ پچ پر کھڑے ہو کر اس نے اپنے والد کی بےوفائی کے اثرات کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے والد کی راہ پر چلنا اسے کبھی سکون نہیں دے گا۔

حنان نے اپنے بلے کو مضبوطی سے پکڑا اور گیند کی طرف دیکھا۔ اس کے ذہن میں ایک واضح فیصلہ تھا- وہ اب صرف کامیابی کے لیے نہیں کھیل رہا تھا، بلکہ وہ اپنے اصولوں اور حقیقت کی جیت چاہتا تھا۔

جب گیند اس کے بلے سے ٹکرائی، تو وہ ایک زبردست شاٹ تھا جو سیدھا باؤنڈری کی طرف گیا۔ اس کے ساتھی کرکٹرز نے اسے داد دی، مگر حنان کا دل اس لمحے میں مطمئن تھا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

میچ کے بعد پورا اسٹیڈیم خوشی کے جشن میں ڈوبا ہوا تھا۔ پاکستان کی ٹیم جیت چکی تھی، حنان اور اس کے ساتھی کرکٹرز خوش ہو کر ایک دوسرے کو گلے لگا رہے تھے۔ حنان نے میچ کے دوران بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا تھا، لیکن اس کی آنکھوں میں ایک غمگینی تھی جو اس کی خوشی پر غالب آ رہی تھی۔

ایان، حنان کے قریب آیا۔ اس کے چہرے پر تشویش تھی۔

"یار، تم آج کچھ مختلف لگ رہے ہو۔ میچ جیتنے کے باوجود تمہارا چہرہ اتنا غمگین کیوں ہے؟" ایان نے حنان کا کندھا تھاما اور کہا۔

"ایان، یہ میچ میری زندگی کا سب سے بڑا میچ تھا، لیکن کچھ اور ہی بات ہے۔ میں اس میں کامیاب تو ہو گیا، مگر اندر سے میری حالت بدل چکی ہے۔" حنان نے سر ہلا کر کہا۔

"کیا مطلب؟ تم ہمیشہ اتنے مضبوط رہتے ہو، کچھ پریشانی ہے؟" ایان نے حنان کو غور سے دیکھا۔

"ایان، میں نے اپنے والد کو دیکھا آج... میدان میں، میچ سے پہلے۔" حنان نے گہرا سانس لیا۔

"کیا؟ تم نے اپنے والد کو کہاں دیکھا؟ وہ تو تمہارے ساتھ نہیں تھے، نہ ہی کبھی سامنے آئے۔" ایان اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔

حنان کی آنکھوں میں ایک غمگین چمک تھی، اور اس نے پھر کہا- "وہ اسٹیڈیم کے باہر کھڑے تھے، ایان - میچ سے پہلے میں جب آیا، تو مجھے دور کہیں ان کی شکل نظر آئی- وہ وہی تھا، وہی چہرہ، وہی انداز، لیکن ان کے اندر وہ چیز نہیں تھی جو مجھے بچپن میں نظر آتی تھی- وہ بس، وہاں کھڑے تھے، جیسے کوئی اجنبی ہو-"

"تو پھر؟ تمہارا کیا رد عمل تھا؟" ایان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا-

"تمہیں پتہ ہے، ایان، وہ میرے لیے ہمیشہ ایک ہیرو رہے ہیں- بچپن میں جب وہ میری زندگی میں تھے، تو میں نے ہمیشہ سوچا تھا کہ وہ سب کچھ ٹھیک کریں گے، لیکن آج جب میں نے انہیں دیکھا، تو وہ بس ایک خاموش تماشائی تھے - انہوں نے کبھی میرے ساتھ وقت گزارا، نہ کبھی میری کامیابیاں سراہیں-" حنان نم لہجے میں بولا-

"حنان، میں سمجھ سکتا ہوں کہ یہ تمہارے لیے کتنا مشکل ہے، لیکن یاد رکھو کہ تمہیں اب اپنے راستے کا انتخاب خود کرنا ہے- تم نے جو سیکھا ہے، وہ تمہارا سبق ہے- وہ تمہاری زندگی میں صرف ایک کردار تھا، لیکن تمہاری

کامیابی اور تمہارا مستقبل تمہارے ہاتھ میں ہے۔" ایان نے گہری سانس لی اور کہا۔

"ہاں، ایان ۔ میں نے اپنے والد کو ہمیشہ اپنی زندگی کا مرکز سمجھا تھا، لیکن اب مجھے احساس ہوا ہے کہ وہ صرف میرے ماضی کا حصہ تھے۔ مجھے اپنی تقدیر خود لکھنی ہے۔ اب میں اپنی زندگی اپنے اصولوں کے مطابق گزاروں گا، چاہے وہ کرکٹ کے میدان ہو یا زندگی کے کسی اور پہلو میں۔" حنان نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں، حنان ۔ چاہے تمہارا راستہ کرکٹ کا ہو یا زندگی کا، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارا فیصلہ تمہاری کامیابی کی طرف لے جائے گا، اور میں جانتا ہوں تمہاری کامیابی تمہارے اصولوں کے ساتھ ہو گی۔" ایان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish

your novel , no worries . novel - hut is here.

to publish your contact us on instagram : novel_hut_ .

Enjoy reading !

NOVEL HUT

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، لیکن ماحول کچھ عجیب سا تھا۔ کمرے میں روشنی مدھم تھی، اور ہوا میں ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس کی مما سامنے کھڑی تھیں، مگر ان کے چہرے پر ایک گہری پریشانی اور غم کی جھلک تھی۔ نمل نے ان کی طرف دیکھا، اور دل میں بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"ماما، کیا ہوا؟ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟" نمل نے ان سے سوال کیا، لیکن آسیہ بیگم کی آنکھوں میں ایک غمگین سچائی چھپی ہوئی تھی، جو نمل کے دل میں اتر گئی۔

نمل کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ وہ اُٹھ کر ان کے قریب گئی اور ان سے لپٹتے ہوئے کہا، "مما؟ آپ مجھے چھوڑ کر

کیوں چلی گئ؟ آپ کے بغیر میری زندگی ادھوری ہے- میں بہت اکیلی ہوں -" اس کی آواز میں خوف تھا، ایک ایسی گہری ٹوٹ پھوٹ جو اسے گہرائی میں محسوس ہو رہی تھی۔

آسیہ بیگم نے نمل کو محبت سے دیکھا، لیکن ان کی آنکھوں میں کوئی نرمی نہیں تھی، بس ایک غم تھا جو گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ "نہیں، نمل، میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ کر گئ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ تمہیں خود کو مضبوط بنانا ہوگا، تمہیں اپنی تقدیر کا سامنا کرنا ہوگا۔" ان کی آواز میں ایک تلخ حقیقت تھی، جو نمل کے دل میں گہری گونج گئی۔

NOVEL HUT

نمل کی آنکھوں میں بے شمار سوالات اُٹھنے لگے۔ "ماما، مجھے چھوڑ کر جانے کا آپ کا کیا مطلب ہے؟" اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن اس کے منہ سے الفاظ نہ نکل پائے۔ "کیا میں اتنی کمزور ہوں؟ کیا میں واقعی اکیلی ہوں؟

اللہ کے سہارے کا کیا مطلب ہے؟" یہ سوالات اس کی روح کو زخمی کر رہے تھے، اس کا دل بے چین ہو گیا تھا۔

آسیہ بیگم نے ایک آخری نظر نمل پر ڈالی، اور کہا، "تمہیں اپنے اندر کی طاقت کو پہچاننا ہوگا، نمل۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، لیکن تمہیں خود اپنی تقدیر بنانی ہوگی، اور تمہاری حقیقت تمہاری اپنی طاقت ہے۔ اللہ کا راستہ تمہارے سامنے ہے، تمہیں اس پر چلنا ہے۔"

یہ الفاظ نمل کے دل میں ایک گہری دھچک کی طرح لگے۔ اس کے اندر ایک شدید ٹوٹ پھوٹ تھی، جیسے اس کے دماغ میں بے شمار سوالات کا طوفان آگیا ہو۔ "کیوں؟ کیوں مجھے اکیلا کر کے جا رہی ہیں؟" اس کی آنکھوں سے اشک بہنے لگے، مگر آسیہ بیگم کا چہرہ مزید ساکت اور مضبوط ہو چکا تھا۔

آسیہ بیگم نے اسے ایک آخری بار گہری نظر سے دیکھا، اور پھر غمگین انداز میں آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں۔

نمل کی آنکھ کھل گئیں۔ اس کی سانسیں تیز ہو چکی تھیں، اور دل میں ایک گہری بے چینی تھی۔ وہ پسینے میں ڈوبی ہوئی تھی، جیسے وہ ابھی تک اس خواب کے اثرات سے باہر نہیں نکلی تھی۔ "کیا واقعی میری مما مجھے چھوڑ کر جا رہی ہیں؟ کیا وہ مجھے اکیلا کر کے سچ میں جا سکتی ہیں؟" یہ سوالات اس کے دل میں کانپتے ہوئے گونج رہے تھے۔ اس کی بے چینی بڑھ گئی تھی، جیسے اس کے اندر ایک خلا ہو جو کسی بھی طرح بھرنے والا نہ ہو۔
نمل نے اپنے اندر ایک شدید غم کی لہر محسوس کی، اور وہ سوچنے لگی، "اگر میری مما نے کہا کہ اللہ میرے ساتھ ہے، تو پھر کیوں میں اتنی پریشان ہوں؟ کیا وہ حقیقت میں میرے ساتھ ہے؟ کیا میں خود کو مضبوط بنا سکوں گی؟" ان سوالات نے نمل کو مزید الجھا دیا تھا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

نمل اور منال بیگم ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نمل کی آنکھوں میں ابھی تک خواب کا اثر تھا اور وہ اپنی مما کی باتوں پر سوچ رہی تھی۔ اس کے دل میں بے شمار سوالات تھے اور وہ منال بیگم سے اس کے بارے میں بات کر رہی تھی۔

"آنٹی، مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی۔ خواب میں میری مما نے مجھے بتایا کہ اللہ ہمیشہ میرے ساتھ ہے، لیکن پھر کیوں انہوں نے ایان کا ذکر نہیں کیا؟ وہ بھی تو میرا بھائی ہے، وہ بھی تو میرے ساتھ ہے، پھر انہوں نے صرف یہی کہا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ یہ کیوں؟" نمل پریشانی سے بولی۔

NOVEL HUT

منال بیگم نے نمل کی طرف نرم اور ہمدردی سے دیکھا اور پھر جواب دیا۔ "نمل، قرآن میں اللہ کا ذکر بار بار آتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ دیکھو، تمہاری مما نے تمہیں اس لیے یہ بات بتائی کہ

اللہ کا ساتھ ہمیشہ رہتا ہے، اور انسان کا ساتھ وقتی ہوتا ہے۔ جیسے اللہ فرماتا ہے:

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ"
(سورۃ البقرۃ، آیت 186)

ترجمہ:
"اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں، تو یقیناً میں قریب ہوں، اور جب وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی دعاؤں کا جواب دیتا ہوں۔"
یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ ہمیشہ اپنے بندوں کے قریب ہے، اور وہ کبھی نہیں چھوڑتا۔ انسان کا ساتھ، چاہے وہ بھائی ہو یا کوئی اور رشتہ، ایک دن ختم ہو سکتا ہے، لیکن اللہ کا ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔

"تو پھر میری مما نے یہ کیوں کہا کہ اللہ ہمیشہ ساتھ ہے؟ وہ جانتی تھیں کہ ایک دن ایان کا ساتھ بھی ختم ہو جائے گا؟" نمل گہری سوچ میں ڈوبتی ہوئ بولی۔

"جی ہاں، نمل! تمہاری مما نے اس لیے ایان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اللہ کا ساتھ ابدی اور غیر مشروط ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ"

(سورۃ النحل، آیت 128)

ترجمہ:

"یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو اچھے عمل کرتے ہیں۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ کا ساتھ ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کی رضا کی طرف قدم بڑھاتے ہیں، اور اس کے ساتھ رہنا ہی سب سے اہم ہے۔"

NOVEL HUT

نمل نے سر جھکایا اور کچھ لمحے خاموشی سے سوچتی رہی۔ اس کے دل میں ایک نئی سمجھ پیدا ہوئی۔ اس کے اندر سکون اور اطمینان آچکا تھا، کیونکہ وہ جان چکی تھی کہ اللہ کا ساتھ کبھی ختم نہیں ہوتا۔

منال بیگم کی باتوں سے نمل کے دل کو اطمینان ہوا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

نمل قرآن اکیڈمی کی دروازے سے باہر نکلنے لگی تو اسی دوران، نمل کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جس نے حجاب اوڑھ رکھا تھا اور اس کی نیلی آنکھیں بہت نمایاں ہو رہی تھیں۔ وہ لڑکی نمل کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی، اور نمل کو فوراً پہچاننے میں دیر نہ لگی۔ اس کی شکل، آنکھوں کا رنگ اور چہرے کی جھلک، سب کچھ نمل کو جانا پہچانا لگ رہا تھا۔ لیکن اس کی نظریں اور رویہ نمل کے لیے کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا۔

"السلام علیکم، نمل۔" لڑکی زبردستی اپنی شکل پر مسکراہٹ لاتی ہوئ بولی۔

"وعلیکم السلام ! تم؟ بہت وقت ہو گیا، کیسی ہو؟" نمل خوش مزاجی سے بولی۔

"الحمدللہ، سب ٹھیک۔" لڑکی سرد مہری سے بولی۔

نمل نے محسوس کیا کہ لڑکی کا ردعمل معمول سے مختلف تھا۔ اس نے پوچھا، "اور تمہاری فیملی کیسی ہے؟"

"سب ٹھیک ہے۔ تمہاری فیملی کا کیا حال ہے؟"

"سب الحمدللہ ٹھیک ہیں"۔

لڑکی ایک لمحہ خاموشی کے بعد، تھوڑی سرد مہری سے بولی۔"ٹھیک ہے۔ میری کلاس ہے میں چلتی ہوں۔"

NOVEL HUT

نمل نے اس کی سرد رویہ کو محسوس کیا، لیکن اس نے پھر بھی اخلاقی طور پر جواب دیا۔ "چلو ٹھیک ہے اللہ حافظ۔"

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

طلباء اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے اور حنان حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کر رہا تھا۔ کلاس میں سکون تھا اور سب بچے توجہ سے سن رہے تھے۔

"تو بچوں، حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہمیں قرآن مجید میں تفصیل سے سورۃ یوسف میں ملتا ہے۔ یہ ایک ایسا قصہ ہے جس میں بہت سی نصیحتیں اور عبرتیں ہیں۔ عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگایا اور انہیں جال میں پھنسانے کی کوشش کی۔" حنان نرمی سے بول رہا تھا۔

اچانک ایک بچہ ہاتھ اٹھا کر سوال کرتا۔

"سر، عزیز مصر کی بیوی کا نام کیا تھا؟ کیا ان کا نام زلیخا تھا؟" بچے نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا-

"یہ بہت اچھا سوال ہے۔ لیکن تمہیں جان کر حیرت ہوگی کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں عزیز مصر کی بیوی کا نام کہیں بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کردار کو بیان کیا، مگر ان کے نام کو اہمیت نہیں دی۔" حنان سنجیدگی سے بولا -

حنان نے وائٹ کلر کی سادہ شلوار قمیض پہن رکھی تھی ۔ قمیض کی ہلکی سی چمکدار کاٹن کپڑے کی جھلک اس کے صاف اور خوش مزاج شخصیت کی عکاسی کرتی تھی ۔ اس نے اپنی کلائی پر ایک سادہ گھڑی پہن رکھی تھی-

"لیکن سر، ہماری گائیڈ کی کتاب میں تو ان کا نام زلیخا لکھا ہوا ہے۔ پھر یہ نام کہاں سے آیا؟" بچہ حیرانی سے بولا-اس کی آنکھوں میں حیرانی تھی-

"دیکھو بچوں، یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن مجید میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہی حق ہے۔ عزیز مصر کی بیوی کا نام قرآن میں نہیں آیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں ان کا نام نہیں بتایا۔ جو نام تم نے کتاب میں پڑھا، وہ بنی اسرائیل کی روایات سے لیا گیا ہے۔"

حنان نرم لہجے میں بولا۔

حنان تختی پر ایک آیت لکھی اور اسے پڑھ کر بچوں کو سمجھائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَرَاوَدَتۡهُ الَّتِیۡ هُوَ فِیۡ بَیۡتِهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ وَغَلَّقَتِ الۡاَبۡوَابَ وَقَالَتۡ هَیۡتَ لَكَ‌ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ‌ؕ اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ○

(سورۃ یوسف: 23)

ترجمہ:

"تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی (یوسف) جلدی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے (وہ یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کر سکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔"

"اس آیت میں اللہ نے صرف ان کے کردار کا ذکر کیا ہے، ان کا نام نہیں لیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کا نام جاننا ضروری نہیں تھا، بلکہ ان کے عمل سے عبرت حاصل کرنا اہم ہے۔" حنان وضاحت دیتے ہوئے بولا۔

حنان کے چہرے پر سنجیدگی اور نرمی کا امتزاج تھا، اور سفید لباس میں وہ بہت نفیس اور باوقار لگ رہا تھا۔ اس کا صاف ستھرا اور سادہ انداز اس کی شخصیت کو مزید اجاگر کرتا تھا، اور بچوں کے لیے اس کا نرم لہجہ اور مسکراتا ہوا چہرہ، اسے ایک مثالی استاد کے طور پر پیش کرتا تھا۔

NOVEL HUT

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
: ”تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تم تکذیب کرو بلکہ یہ کہا کرو «آمنا باللہ وما أنزل إلينا» یعنی ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے۔
(صحیح بخاری: 4485)
حنان نے حدیث کا حوالہ دیا تاکہ بات اور واضح ہو جائے۔

"بنی اسرائیل کی روایات کو ہم اسرائیلیات کہتے ہیں۔ ان میں کچھ سچی باتیں ہوتی ہیں اور کچھ ایسی جو جھوٹ یا مبالغہ پر مبنی ہوتی ہیں۔ ہمیں ان باتوں پر یقین صرف اس وقت کرنا چاہیے جب وہ قرآن و سنت سے متصادم نہ ہوں۔ عزیز مصر کی بیوی کا نام زلیخا بعض بنی اسرائیلی روایات میں آیا ہے، مگر قرآن یا حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس لیے ہمیں اس پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔" حنان ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔

"تو کیا ہمیں ایسی باتوں پر بالکل بھی یقین نہیں کرنا چاہیے؟" بچہ سوچتے ہوئے بولا۔

"بالکل درست ! ہمیں قرآن اور حدیث کو اپنا معیار بنانا چاہیے۔ اگر کسی بات کا ذکر ان دونوں میں نہیں ہے، تو ہمیں اس پر لازمی یقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ عزیز مصر کی بیوی کا اصل نام کیا تھا، یہ جاننا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے۔ اہم یہ ہے کہ ہم ان کے کردار سے سبق لیں اور اپنے کردار کو بہتر بنائیں۔" حنان، بچوں کی نظروں اور انداز سے بے خبر، پر سکون لہجے میں سبق جاری رکھتے ہوئے بولا۔

اس کی آواز کی ٹھہراوٹ اور شخصیت کا وقار کلاس روم میں ایک خاص اثر ڈال رہا تھا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

کلاس ختم ہونے کے بعد بچے حنان کے گرد جمع ہو گئے- کچھ بچے مزید سوالات کر رہے تھے اور کچھ اس گفتگو پر اپنی رائے دے رہے تھے۔ حنان ایک بچے کے سوال کا جواب دے رہا تھا جب ایک اور بچہ قریب آیا۔

"سر، آپ نے جو بتایا وہ بہت اچھا لگا۔ لیکن اگر عزیز مصر کی بیوی کا کردار اتنا اہم تھا تو اللہ نے ان کا نام کیوں نہیں بتایا؟" بچے نے معصومیت سے کہا-

"دیکھو، اللہ تعالیٰ قرآن میں وہی باتیں بیان کرتے ہیں جو ہمارے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ نام یا غیر ضروری تفصیلات سے زیادہ اہم وہ سبق ہے جو اس واقعے سے ہم سیکھتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں اللہ نے تقویٰ، صبر، اور پاکدامنی کو نمایاں کیا، جو ہمارے لیے زیادہ اہم ہیں۔" حنان نے مسکراتے ہوئے نرمی سے کہا-

اسی دوران ایان کلاس روم میں داخل ہوتا ہے۔ وہ حنان کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بچوں سے مخاطب ہوتا ہے۔

"بچو، حنان بھائی نے آج آپ کو بہت اہم باتیں سکھائیں۔ آپ سب کو ان باتوں پر غور کرنا چاہیے اور انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے۔" ایان مسکراتے ہوئے بولا۔

"یاد رکھو، دین ہمیں سوچنے اور سمجھنے کی دعوت دیتا ہے۔ اگر کبھی کوئی سوال ذہن میں آئے، تو اسے پوچھنے سے نہ گھبرانا۔ سیکھنا تبھی ممکن ہے جب ہم سوال کریں اور اپنی معلومات کو قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھیں۔"حنان نے سنجیدگی سے کہا۔

بچے ایک ایک کر کے حنان سے اجازت لے کر کلاس سے باہر نکل گئے۔

حنان ایان کے ساتھ بات کرتے ہوئے کلاس روم سے باہر نکلا۔

حنان، ایان کے ساتھ چلتے ہوئے اس دن کے سبق کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔

"حنان، تمہارا انداز بہت اچھا ہے۔ بچوں کو اس طرح سمجھانا کہ وہ صرف سنیں نہیں بلکہ سوچیں بھی، یہ واقعی ایک بڑی مہارت ہے۔" ایان اسے داد دیتے ہوئے بولا-

"یہ سب اللہ کی توفیق ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ بچوں کو وہی باتیں بتاؤں جو ان کی زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ہوں۔" حنان نے عاجزی سے بولا-

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

حنان نے اکیڈمی کے باہر گاڑی روکی اور گیٹ کی طرف دیکھا۔ شام کے جھٹپٹے میں ہوا سرد ہو رہی تھی، اور سڑک کنارے موجود درختوں کی سرسراہٹ ماحول کو مزید خاموش بنا رہی تھی۔ وہ منال بیگم کا انتظار کر رہا تھا۔

اسی لمحے اس کی نظر گیٹ کے قریب ایک گروپ پر پڑی۔ تین چار لڑکے ایک لڑکی کے راستے میں کھڑے تھے اور کچھ کہہ رہے تھے۔ لڑکی ان کے درمیان سے گزرنے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن وہ اس کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔ حنان نے ذرا دھیان سے دیکھا تو وہ نمل تھی۔

نمل رک گئی۔ اس کے چہرے پر غصے کی ایک جھلک ابھری، لیکن وہ اپنی جگہ مضبوطی سے کھڑی رہی۔ حنان نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ایک لمحے کے لیے سوچا کہ آگے بڑھ کر مداخلت کرے، لیکن اس سے پہلے ہی نمل نے آگے بڑھ کر خود مسئلہ سنبھال لیا۔

حنان نے حیرت سے دیکھا کہ وہ پلٹی اور ایک لمحے کے لیے لڑکوں کی طرف یوں گھوری جیسے انہیں زمین میں گاڑ دے گی۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی، نہ خوف اور نہ ہی جھجک۔

لڑکوں میں سے ایک آگے بڑھا اور کچھ طنزیہ کہا، لیکن نمل نے لمحہ ضائع کیے بغیر اس کا کالر پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا۔ اس کے ہاتھ کی مضبوطی اور انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی کمزور کو نہیں بلکہ کسی دشمن کو سبق سکھا رہی ہو۔ دوسرا لڑکا قریب آنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن نمل نے تیزی سے اپنی بیگ کے کنارے سے اس کی طرف ایسا وار کیا کہ وہ لڑکھڑا گیا۔

NOVEL HUT

پھر ایک جھٹکے میں اس کے بازو کو جھٹکا دیا اور غصے بھرے لہجے میں کچھ کہا، جو حنان گاڑی سے سن نہ سکا، لیکن انداز سے لگ رہا تھا کہ نمل نے اپنی بات پوری قوت کے ساتھ کہی تھی۔

حنان یہ منظر دیکھتے ہوئے اپنی جگہ پر جم سا گیا۔ نمل کے چہرے پر غصے کی سرخی تھی، جیسے وہ خود اپنی محافظ ہو۔

اتنے میں منال بیگم بھی باہر آگئی تھی اور سارا منظر دیکھ چکی تھی۔
منال بیگم نے نرم لہجے میں پوچھا، "بیٹا، سب ٹھیک تو ہے؟ وہ لڑکے تمہیں تنگ نہیں کر رہے؟"

نمل نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر کہا، "نہیں، آنٹی، بس ایک چھوٹی سی بات چیت ہو گئی تھی، مگر میں نے خود ہی ان کو سدھار دیا۔ اب وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔" اس کے لہجے میں ایک پختگی اور اعتماد تھا، جو اس کی مضبوط شخصیت کو ظاہر کر رہا تھا۔
منال بیگم نے اس کے جواب پر سر ہلایا، "تم بہت مضبوط ہو، بیٹا، لیکن کبھی کبھی ایسے حالات میں تحمل بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر کسی کو زیادہ سختی دکھائی جائے، تو وہ مزید مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔"

نمل نے فوراً جواب دیا، "آنٹی، میں سمجھتی ہوں، لیکن کبھی کبھی خاموشی سے کام نہیں بنتا۔ اگر آپ خود اپنے حقوق کے لیے کھڑے نہ ہوں، تو دوسرے آپ کو کبھی نہیں سنیں گے۔"

منال بیگم مسکرا کر اس کی باتوں پر خاموش رہیں اور پھر گاڑی کی طرف بڑھی۔
گاڑی میں مکمل خاموشی اور سکوت تھا۔

آخر کار، حنان نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا، "امی، وہ نمل کافی سخت لڑکی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ کبھی کبھی وہ زیادہ غصے میں آجاتی ہے۔ ایک لڑکی کو اتنی سختی دکھانے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے، خاص طور پر جب وہ کسی بات کا جواب دے رہی ہو۔"

منال بیگم نے ہنس کر اس کی طرف دیکھا، پھر مسکراتے ہوئے جواب دیا، "بیٹا، تم نہیں سمجھتے۔ کبھی کبھی زندگی مجبور کر دیتی ہے کہ اپنی حفاظت کے لیے خود مضبوط بنو۔ نمل نے شاید اپنے آپ کو اس طریقے سے بنایا ہے کیونکہ اس نے دنیا کے کچھ کٹھن پہلو دیکھے ہیں۔ وہ جانتی ہے کہ صرف نرم دل ہونا کافی نہیں ہوتا۔"

"شاید آپ صحیح کہہ رہی ہیں،" حنان نے نرم لہجے میں کہا، "لیکن مجھے ابھی بھی لگتا ہے کہ وہ بہت زیادہ سخت ہے۔ اس طرح کے لوگوں سے بات کرنا تھوڑا مشکل ہو جاتا ہے۔"

NOVEL HUT

منال بیگم نے اسے مسکرا کر جواب دیا، "ہاں، وہ اپنے آپ کو کسی سے کم نہیں سمجھتی، اور یہی اس کی مضبوطی ہے۔ زندگی میں جب مشکلات آئیں، تو لڑکیوں کو اپنے آپ کو ہر کسی سے بچانے کے لیے مضبوط بننا پڑتا ہے۔

لڑکیوں کو ہمیشہ اپنی حفاظت کے لیے کسی پر انحصار نہیں کرنا چاہیے ۔ ان کو اپنا محافظ خود ہونا ضروری ہے۔"

حنان نے سر ہلایا اور خاموش ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ منال بیگم کی باتوں میں وزن ہے، لیکن نمل کا طریقہ کبھی کبھی اسے زیادہ سخت لگتا تھا۔ گاڑی چلتے ہوئے اس نے اپنی نظریں سڑک پر مرکوز کر لیں، لیکن دل میں ایک سوال تھا۔کیا نمل کا سخت رویہ واقعی ہر حال میں درست ہے، یا پھر کبھی کبھی اس میں نرمی کی ضرورت ہوتی؟

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

رات کا سماں بے حد حسین تھا۔ ستارے آسمان پر جھلملا رہے تھے اور ہلکی سرد ہوا ماحول کو مزید دلکش بنا رہی تھی۔ پارٹی ایک وسیع اور خوبصورت باغ میں منعقد کی گئی تھی، جہاں ہر طرف فیری لائٹس جگمگا رہی تھیں، جیسے

ستارے زمین پر اتر آئے ہوں۔ درختوں کے تنوں کو بھی روشنیوں سے سجایا گیا تھا، اور ہر طرف تازہ پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

سامنے ایک لمبی میز پر کیک رکھا تھا، جسے خاص طور پر ڈیزائن کیا گیا تھا۔ میز کے اردگرد گلاب کی پنکھڑیوں اور موم بتیوں سے آرائش کی گئی تھی۔

وہ ہلکی گلابی رنگ کی فراک پہنے وقار سے چلتے ہوئے آ رہی تھی- فراک کا کام نفاست سے کیا گیا تھا- جگہ جگہ سفید رنگ کی کڑھائی کی گئی تھی- فراک کے بازو جالی کے تھے جس سے اس کے بازو واضح نظر آ رہے تھے- اپنے لمبے بالوں کو جوڑے میں قید کیے وہ سب کی نظر کا مرکز بنی ہوئی تھی- اس کو آتا دیکھ کر زائلہ اور دابیر مسکراتے ہوئے اس کے پاس آئے-

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو نمل"(happy birthday to you nimal)

زائلہ اسے گلے لگاتے ہوئے بولی-

شکریہ ! وہ چاروں اطراف میں اپنی نظریں گھماتے ہوئے بولی۔

یہ سب واقعی میں بہت خوبصورت ہے - نمل مسکراتے ہوئے بولی۔

دابیر ایک طرف کھڑا تھا، وہ نمل کو دیکھ کر مسکرایا، لیکن اس کے دل میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

یہ رات نمل کے لیے یادگار بننے والی تھی، لیکن شاید وہ یادیں ویسی نہ ہوتیں جیسی وہ سوچ رہی تھی۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

پارٹی کے دوران، دابیر نے سب کی توجہ حاصل کرنے کے لیے ایک طرف کھڑے ہو کر تالیاں بجائیں۔

"سب سے معذرت، لیکن میں آج نمل سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں،" اس کی آواز میں ایک عجیب سا عزم تھا۔ سب لوگ خاموش ہو گئے، اور نمل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

NOVEL HUT

دابیر نے اپنی بات کہنے کے لیے ایک گہری سانس لی۔
"نمل، تم میری سب سے قریبی دوست ہو، لیکن میں ہمیشہ سے تمہیں ایک دوست سے بڑھ کر دیکھتا رہا ہوں۔ تمہاری شخصیت، تمہاری ذہانت، اور تمہاری خوبصورتی نے ہمیشہ مجھے متاثر کیا ہے۔ آج میں تمہیں سب کے سامنے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم میری زندگی کا حصہ بنو۔" اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا۔

محفل ایک دم خاموش ہو گئی۔ نمل چند لمحوں کے لیے ساکت کھڑی رہی۔ اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ یہ سب سننے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس نے آہستہ سے بولنا شروع کیا، اس کی آواز نرم تھی لیکن سنجیدہ۔

"دابیر،" اس نے دھیرے سے کہا، "تم میرے بہت اچھے دوست ہو، اور میں نے ہمیشہ تمہیں اسی نظر سے دیکھا ہے۔ تمہاری محبت اور احساسات

کی میں عزت کرتی ہوں، لیکن میں نے کبھی تمہیں اس نظر سے نہیں سوچا۔ یہ سب میرے لیے بہت اچانک اور غیر متوقع ہے۔"

دابیر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ ڈبہ کھولا، جس میں ایک شاندار انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔
"یہ تمہارے لیے ہے، نمل۔ میں چاہتا ہوں کہ آج تم یہ پہنو۔"

نمل کا چہرہ سخت ہو گیا۔ "دابیر، تم جانتے ہو کہ میں ایسے ڈرامائی کاموں میں یقین نہیں رکھتی۔ یہ سب فضول ہے!"
دابیر نے اس کے جواب کو نظرانداز کرتے ہوئے انگوٹھی نکالی اور اس کی طرف بڑھا۔
"یہ فضول نہیں، نمل۔ یہ میرے جذبات ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں سمجھو۔" دابیر اپنے غصے میں قابو پاتے ہوئے بولا۔

نمل نے غصے میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا، "دابیر، یہ سب زبردستی نہیں چلے گی ! میں نے کہا نا، میں یہ نہیں پہنو گی !"

لیکن دابیر ضد پر اتر آیا۔ اس نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا، "یہ زبردستی نہیں، نمل۔ یہ صرف میرا طریقہ ہے تمہیں یہ یقین دلانے کا کہ تم میری زندگی میں کتنی اہم ہو۔" اس کے لب بھینچ گئے اور ماتھے پر بل پر گئے۔

نمل نے فوراً جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ چھڑایا، اور غصے میں انگوٹھی اٹھا کر سامنے پڑے میز پر رکھ دی۔

"دابیر! میں نے کہا تھا کہ میں تمہارے فیصلے نہیں مانوں گی۔ یہ تمہارا حق نہیں کہ میرے لیے ایسے فیصلے کرو !"

دابیر کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئ، مگر وہ جلد ہی سنبھل گیا۔

"نمل، تم ہمیشہ اپنی ضد پر اڑی رہتی ہو۔ کیا تم ایک بار میری بات نہیں مان سکتی؟"

NOVEL HUT

نمل کی آواز بلند ہو گئی۔ "یہ ضد نہیں، یہ میری عزتِ نفس ہے! تم یہ سمجھتے کیوں نہیں؟ محبت زبردستی سے نہیں جیتی جاتی، اور یہ سب کر کے تم مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کے بجائے دور کر رہے ہو۔
دابیر کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا، اور وہ یک دم خاموش ہو گیا۔ نمل نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا، اور پھر لہجے میں تلخی لاتے ہوئے کہا، "تم میرے دوست ہو، اور میں ہمیشہ چاہتی ہوں کہ ہم اچھے دوست رہیں۔ لیکن اس سب نے...یہ رشتہ پیچیدہ کر دیا ہے۔"
"نمل، یہ سب میں نے تمہارے لیے کیا۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں، اور یہ سب کچھ تمہیں خوش کرنے کے لیے تھا۔" دابیر کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔ نمل تلخ مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "خوش؟ دابیر، تم نے کبھی سوچا کہ میں کیا چاہتی ہوں؟ تم نے یہ سب میرے لیے نہیں کیا، یہ صرف تمہاری اپنی خواہش تھی۔ تم نے میرے جذبات کی کوئی پروا نہیں کی۔"
دابیر کے چہرے کی سختی سے صاف ظاہر تھا کہ وہ غصے میں ہے۔ اس نے اپنی بھنچی ہوئی مٹھی کو ڈھیلا کیا اور چلاتے ہوئے بولا، "تم انکار نہیں کر

سکتیں، نمل ! میرے ماں باپ نے تمہیں پالا ہے، تمہیں سہارا دیا ہے جب تمہارے پاس کوئی نہیں تھا۔ اگر وہ نہ ہوتے، تو شاید تم آج یہاں نہ ہوتیں ! "
نمل یہ سن کر لمحے بھر کو حیران ہوئی، لیکن فوراً سنبھل گئی۔دابیر کا ہر لفظ کسی خنجر کی طرح کاٹ رہا تھا۔

اس نے اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کو روکتے ہوئے دابیر کی طرف دیکھا اور مضبوط لہجے میں بولی، "تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں یہ سب سنوں گی اور خاموش رہوں گی؟ ہاں، تمہارے ماں باپ نے مجھے پالا، مجھے سہارا دیا، لیکن دابیر، یہ مت بھولو کہ اس وقت میں بھی اپنی جنگ لڑ رہی تھی۔ میں نے خود کو سنبھالا، اپنی جدوجہد کی، اور اپنی جگہ بنائی۔ تمہارے ماں باپ نے مجھے محبت دی، لیکن انہوں نے کبھی یہ جتانے کی کوشش نہیں کی۔یہ حق تمہیں کس نے دیا کہ تم یہ سب کہو؟" اس کی آواز میں بے یقینی تھی۔
دابیر نے غصے میں کہا، "تو تم یہ کہہ رہی ہو کہ جو کچھ میرے ماں باپ نے کیا، وہ بے معنی تھا؟"

"میں یہ نہیں کہہ رہی، دابیر۔ میں ان کی شکر گزار ہوں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم مجھ پر اپنی مرضی مسلط کرو۔ محبت اور احسان دو مختلف چیزیں ہیں، اور تم انہیں الجھا رہے ہو۔" نمل کی آنکھ سے شعلے برس رہے تھے۔

دابیر نے غصے میں انگوٹھی کا ڈبہ بند کر دیا اور سخت لہجے میں بولا، "تمہیں بعد میں پچھتاوا ہوگا، نمل۔ میں نے جو کیا، وہ تمہارے لیے تھا، اور تم نے میری محبت کو ٹھکرا دیا۔"

نمل نے ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

"محبت کبھی زبردستی نہیں ہوتی، دابیر۔ اور اگر یہ محبت تھی، تو تمہیں میری خوشی کی فکر ہونی چاہیے تھی، نہ کہ اپنی انا کی۔"

یہ کہہ کر نمل تیزی سے باغ کے دروازے کی طرف بڑھ گئی، اور زائلہ حیرت اور افسوس سے دونوں کو دیکھتی رہ گئی۔ محفل میں موجود ہر شخص خاموش تھا، اور دابیر اپنی جگہ پر کھڑا بے بسی اور غصے کے بیچ جھول رہا تھا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

نمل تیز قدموں سے گھر کے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ باغ کے باہر کی سرد ہوا اس کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی، لیکن اس کے دل کے اندر کا

طوفان باہر کے موسم سے کہیں زیادہ شدید تھا۔ وہ بار بار دابیر کے الفاظ یاد کر رہی تھی، اس کے غصے میں کہے گئے جملے، اور سب سے بڑھ کر، اس کی محبت کے نام پر زبردستی۔
جیسے ہی نمل گھر پہنچی وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
دروازہ بند کرتے ہی نمل کا صبر جواب دے گیا -وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ غصے اور آنسوؤں سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اپنے عکس کو دیکھ کر خود سے بولی، "یہ میں ہوں؟ یہ سب کیسے ہوا؟ کیسے کوئی اتنی آسانی سے میری عزتِ نفس کو روند سکتا ہے؟"
پھر اچانک اس نے میز پر رکھے جگ کو اٹھایا اور پانی اپنے چہرے پر زور سے چھڑکنے لگی۔ پانی کے چھینٹے اس کے آنسوؤں میں گھلنے لگے، لیکن اس کی کیفیت کچھ بھی کم نہ ہوئی۔
وہ بستر پر بیٹھ گئی اور اپنی گود میں چہرہ چھپا لیا۔ "دابیر، تم نے یہ کیسے کیا؟ میں نے تمہیں اپنا سب سے قریبی دوست سمجھا، تمہارے ہر احسان کی قدر کی، لیکن تم نے وہی احسان مجھ پر بوجھ بنا دیا۔" وہ سسکیاں بھرتی ہوئی بولی-
وہ کبھی دابیر سے اس بات کی توقع نہیں کر سکتی تھی-

NOVEL HUT

اس کے ذہن میں دابیر کا غصے سے کہا گیا جملہ گونج رہا تھا، "تمہیں بعد میں پچھتاوا ہوگا، نمل۔"

"پچھتاوا؟" نمل نے سر اٹھا کر خود سے کہا۔ "پچھتاوا تو شاید تمہیں ہوگا، دابیر، کہ تم نے اپنی محبت میں انا کو جگہ دے دی۔"

وہ کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ اس کا دل بار بار اسے ماضی کی یادوں میں لے جا رہا تھا۔ وہ دن جب دابیر نے ہر مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیا تھا، وہ لمحے جب اس نے دابیر پر سب سے زیادہ بھروسہ کیا تھا۔ لیکن آج، وہی دابیر اسے اپنی محبت کے نام پر جھکنے کا کہہ رہا تھا۔

"محبت یہ نہیں ہوتی، دابیر،" نمل نے آئینے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "محبت وہ ہوتی ہے جو آزادی دیتی ہے، جو کسی کی خوشی کو اپنی خوشی سے زیادہ اہم سمجھے۔ لیکن تمہاری محبت... یہ تو زنجیر کی طرح ہے۔"

نمل نے گہری سانس لی اور اپنے آنسو صاف کیے۔ "مجھے مضبوط رہنا ہوگا۔ یہ زندگی میری ہے، اور میں کسی کے احسان کے بوجھ کے ساتھ اسے نہیں گزار سکتی۔"

"آج مجھے سمجھ آیا کہ محبت کبھی دباؤ یا بوجھ بن کر نہیں آتی۔ اگر وہ محبت ہو، تو وہ دل کو ہلکا کرتی ہے، مضبوط بناتی ہے۔ لیکن اگر وہ کسی کی انا کا ذریعہ بن جائے، تو وہ محبت نہیں رہتی۔ آج میں نے اپنی عزتِ نفس کو بچایا ہے، اور شاید یہ میرا سب سے بڑا فیصلہ تھا۔"وہ اپنے آنسوؤں کو خشک کرتے ہوئے خود سے بولی۔

وہ جانتی تھی کہ یہ رات طویل ہوگی، اور شاید اگلے کئی دن بھی، لیکن وہ اس درد کو قبول کرنے کے لیے تیار تھی۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

نمل نے آنکھیں موند لیں، مگر نیند اس کی پلکوں کے قریب آکر بھی دور ہٹ جاتی۔ کمرے میں گہری خاموشی تھی، صرف گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کر کے وقت کے گزرنے کی گواہی دے رہی تھیں۔ کھڑکی کے پار رات کا اندھیرا گہرا تھا، مگر چاند کی مدھم روشنی زمین پر چاندنی کی چادر بچھا رہی تھی۔

وہ کروٹیں بدلتی رہی، سوچوں کے ہجوم میں گھری رہی۔ دل پر جیسے کوئی بوجھ تھا، کوئی بے نام سی کشمکش جو سکون کو نگل رہی تھی۔ آخر کار، نہ جانے کب آنکھ لگ گئی، اور وہ خواب کی دنیا میں جا پہنچی۔

وہ ایک سنسان، ویران راستے پر کھڑی تھی۔ چاروں طرف دھند ہی دھند تھی، اتنی گھنی کہ وہ اپنے ہاتھ تک نہ دیکھ سکتی تھی۔ ہوا میں وحشت تھی، سنّاٹا تھا، اور کہیں دور کسی درخت کی خشک شاخیں ہوا کے زور سے چرچرا رہی تھیں۔ اس کے دل میں عجیب سا خوف پیدا ہوا۔
وہ آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگی، مگر راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پاؤں بار بار پتھروں سے ٹکراتے، قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ جیسے ہی اس نے ایک اور قدم آگے بڑھایا، اچانک اس کے کانوں میں کسی کی سرگوشی سنائی دی۔
وہ سرگوشی نہیں، جیسے کوئی درد بھری صدا تھی۔
"نمل۔۔۔"

وہ ٹھٹک گئی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا، مگر کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اچانک، دھند میں ہلکی سی روشنی نمودار ہوئی۔ روشنی پہلے مدھم تھی، پھر آہستہ آہستہ چمکنے لگی۔ جیسے کسی نے اندھیرے کے پردے کو چاک کر کے امید کی کرن اتار دی ہو۔

اس روشنی کے درمیان ایک سایہ ابھرا۔ وہ ایک شخص تھا، مگر اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کی آواز میں سکون تھا، مگر الفاظ میں گہری معنویت۔

"نمل، ہر اندھیرے کے بعد روشنی ہے۔ ہر تکلیف کے بعد آسانی ہے۔ مگر روشنی انہی کو ملتی ہے جو اسے پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سچائی کا راستہ مشکل ہے، مگر یہی وہ راستہ ہے جو تمہیں تمہاری حقیقت سے روشناس کرائے گا۔"

نمل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دل میں جیسے کوئی چیز جاگی، کوئی سوال جو وہ خود سے عرصے سے چھپا رہی تھی۔

"کون ہو تم؟" اس نے کپکپاتی آواز میں پوچھا۔

مگر جواب دینے کے بجائے وہ روشنی مزید چمکنے لگی۔ نمل نے ہاتھ بڑھایا، جیسے اسے چھونا چاہتی ہو، جیسے اس روشنی کو تھام لینا چاہتی ہو تاکہ اس کی

تاریکی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ مگر جوں ہی اس کا ہاتھ روشنی کے قریب پہنچا، خواب بکھرنے لگا۔

روشنی مدھم ہونے لگی، الفاظ گونجتے گونجتے معدوم ہو گئے، اور پھر ہر چیز اندھیرے میں ڈوب گئی۔

نمل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ سانس تیز چل رہی تھی، پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں۔ سینے میں دل دھک دھک کر رہا تھا، مگر عجیب بات تھی کہ اندر کوئی نرمی سی آگئی تھی، جیسے کوئی طوفان تھم چکا ہو۔

اس نے گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ چاند اب بھی روشن تھا، ستارے جگمگا رہے تھے۔ ہوا میں تازگی تھی، جیسے واقعی کوئی روشنی اس کے اندر اتر آئی ہو۔

یہ خواب تھا؟ یا حقیقت کا کوئی پیغام؟

نمل نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔ شاید، یہ خواب محض ایک خواب نہ تھا۔ شاید، یہ اس کے لیے ایک اشارہ تھا—یا پھر ہدایت کی روشنی!

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

کانفرنس روم میں کرکٹ بورڈ کے چیئرمین، اعلیٰ عہدیدار اور ٹیم کا کپتان حنان موجود ہیں۔ میٹنگ کا ماحول کشیدہ ہے، اور حنان اس وقت کھلاڑیوں کی گروپنگ اور ان کے ٹیلنٹ کو نظرانداز کرنے کے مسئلے پر بات کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

"حنان، تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟ یہ مسائل تمہاری ٹیم کی داخلی سیاست کا نتیجہ ہیں۔ تمہارے کھلاڑی ایک دوسرے سے الگ ہو کر کھیل رہے ہیں، اور تمہیں ابھی تک اس پر قابو پانے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آئی۔" ڈاکٹر رشید فکرمندی سے بولے۔ ڈاکٹر رشید کرکٹ بورڈ کے چئیرمین ہیں۔

"ڈاکٹر رشید، آپ اس بات کو سمجھ نہیں پا رہے کہ یہ گروپنگ صرف ٹیم کا اندرونی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے بورڈ کے فیصلوں کا ہاتھ ہے۔ جب کھلاڑیوں کو مسلسل نظرانداز کیا جائے گا، تو انہیں الگ ہونے کا

احساس ہو گا۔ پھر ان کے اندر اتحاد کی بجائے تفریق پیدا ہو گی۔" حنان بھی اسی انداز میں بولا۔

" حنان، ہم ہر کھلاڑی کو موقع دے چکے ہیں۔ اگر وہ ٹیم میں اپنی جگہ نہیں بنا پاتے، تو یہ ان کی کمزوری ہے، نہ کہ بورڈ کا قصور۔ تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے صحیح فیصلے نہیں کیے؟ "جاوید صاحب جو چیف سلیکٹر ہے وہ غصے میں بولے۔

"جاوید بھائی، آپ کا خیال ٹھیک نہیں ہے۔ ہم صرف کھیل کی بات نہیں کر رہے، ہم کھلاڑیوں کے جذبے کی بات کر رہے ہیں۔ جب کھلاڑیوں کو ان کی صلاحیت کے مطابق موقع نہیں ملتا، تو وہ گروپ بندی کرنے لگتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ٹیم میں تفریق آگئی ہے۔" حنان سختی سے بولا۔

" اور تمہارا کیا خیال ہے؟ کہ ہم ان کھلاڑیوں کو مسلسل جگہ دیں اور اس سے ہماری ٹیم کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا؟ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہمیں فیصلے کرنا ہوں گے۔" ڈاکٹر رشید کو بھی حنان کی بات پر غصہ آگیا۔

"ڈاکٹر رشید، ہمیں حقیقت میں اپنے کھلاڑیوں کے ساتھ انصاف کرنا ہو گا۔ جب تک ہم انہیں ان کی محنت کے مطابق موقع نہیں دیں گے، گروپنگ کا

مسئلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ آپ خود دیکھیں، جو کھلاڑی مسلسل پرفارم کر رہے ہیں، ان کو یا تو نظرانداز کیا گیا یا پھر انہیں کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ ان کھلاڑیوں کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے، اور وہ گروپوں میں بٹنے لگتے ہیں۔" حنان گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔

"تم یہ کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہ ہم نے کھلاڑیوں کے ساتھ ناحق سلوک کیا ہے؟ کہ ان کے ساتھ تمیز سے پیش نہیں آئے؟ تمہارا مطلب ہے کہ ہمارے فیصلے غلط تھے؟" زاہد صاحب جو سی ای او اس بار انہوں نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔

"نہیں، زاہد بھائی، میں یہ نہیں کہہ رہا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب کھلاڑیوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق عزت اور موقع نہیں ملتا، تو یہ ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ کس طرح کچھ کھلاڑیوں کو نظرانداز کیا گیا؟ یہی وہ مسئلہ ہے جو گروپنگ کو جنم دیتا ہے۔" حنان خود کو نارمل کرتے ہوئے بولا۔

" تمہاری باتیں بہت اچھی ہیں، لیکن کیا تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب کچھ اتنا سادہ ہے؟ ہر کھلاڑی کو برابر کا موقع دینا ممکن نہیں ہے۔ آپ اس حقیقت کو

کیوں نظر انداز کرتے ہو کہ ہمارے فیصلے ٹیم کی بہترین کارکردگی کو مدنظر رکھ کر کیے گئے ہیں؟" جاوید صاحب تنقید کرتے ہوئے بولے۔

"یہ نہیں، جاوید بھائی، ہمیں کھلاڑیوں کو ان کی اصل صلاحیتوں کے مطابق مواقع دینے ہوں گے۔ آپ کا خیال ہے کہ جب تک ہم کھلاڑیوں کی محنت کو سراہیں گے، گروپنگ کا مسئلہ حل ہو جائے گا؟ یہ تب ہوگا جب ہر کھلاڑی کو اپنی جگہ کا یقین ہوگا۔" حنان کی بھنویں سکڑ گئی۔

" اور تم کیا تجویز دیتے ہو؟ کیا ہم سب کو ایک ہی سطح پر رکھیں گے؟ کیا ہم ہر کھلاڑی کو ایک ہی درجہ دیں گے؟ تمہیں نہیں لگتا کہ اس سے ٹیم کی کارکردگی متاثر ہوگی؟" ڈاکٹر رشید کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

حنان دھیرے سے بولا۔"ڈاکٹر رشید، آپ بالکل غلط سمجھ رہے ہیں۔یہ نہیں کہ ہر کھلاڑی کو یکساں مواقع دیں، بلکہ یہ کہ جو کھلاڑی اپنی صلاحیتوں کو ثابت کر رہے ہیں، انہیں وہ موقع دیا جائے جو ان کے لیے مناسب ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ٹیم کی پرفارمنس کو قربان کر دیں، لیکن اگر کھلاڑیوں کو تسلیم کیا جائے گا، تو گروپنگ کی سوچ ختم ہو جائے گی اور ٹیم کا فوکس کھیل پر رہے۔'

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بورڈ کو سیاسی تعلقات اور ذاتی اختلافات کی بجائے کھلاڑیوں کی صلاحیتوں کو اہمیت دینی چاہیے؟ یہ اتنا سادہ نہیں ہے۔" زاہد صاحب طنزیہ انداز میں بولے۔

"بالکل، یہ اتنا سادہ ہی ہے۔ جب تک ہم اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ ٹیم کی کامیابی صرف کھلاڑیوں کے ٹیلنٹ پر منحصر ہے، تب تک ہم گروپنگ اور دیگر مسائل سے نہیں نکل سکتے۔ ہمیں کھلاڑیوں کے اندر سے وہ جذبہ پیدا کرنا ہوگا جس سے وہ گروپنگ سے باہر نکل کر ایک جتھہ بنائیں۔"

حنان پر عزم لہجے میں بولا۔

"تم سمجھتے ہو کہ ہم نے جو فیصلے کیے ہیں وہ غلط تھے؟ تم ہمیں یہ بتانا چاہتے ہو کہ ہمیں کھلاڑیوں کے ساتھ ہمدردی دکھانی چاہیے؟ تمہاری باتوں میں کچھ حقیقت ہو سکتی ہے، مگر کیا ہم اتنی بڑی تبدیلی کر سکتے ہیں؟" ڈاکٹر رشید پریشانی سے بولے۔

حنان یقینی انداز میں بولا۔"ڈاکٹر رشید، آپ کے فیصلے درست ہو سکتے ہیں، لیکن ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ ٹیم کا اصل جوہر کھلاڑیوں کی صلاحیتوں میں چھپا ہے، نہ کہ گروپ بندی یا سیاست میں۔ اگر ہم صرف ان کی صلاحیتوں کے

مطابق فیصلہ کریں، تو ٹیم کی پرفارمنس میں خود بخود بہتری آئے گی اور گروپنگ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔"

بورڈ کے اراکین نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کچھ لمحوں تک خاموش رہے۔

حنان کی باتوں میں وزن ہے، اور وہ جانتا ہے کہ اس نے صحیح مسئلے کو اٹھایا ہے۔ لیکن فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس پر غور کیا جائے گا اور حنان کی تجویز کو سنجیدگی سے دیکھا جائے گا۔ سب نے مل کر فیصلہ کیا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ماضی:

شام کا وقت تھا، سورج آسمان میں سرخ نارنجی رنگ بکھیر کر دھیرے دھیرے افق کے پیچھے چھپ رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے درختوں کی شاخوں کو ہلا رہے تھے، اور پورے آنگن میں خوشگوار سی تازگی پھیلی ہوئی

تھی۔ منال بیگم برآمدے میں بیٹھی چائے کے گھونٹ لے رہی تھیں، اور ان کی آنکھوں میں ایک خاص سکون تھا۔

"بابا، بابا! مجھے پکڑیں!" چھوٹا سا حنان اپنی معصوم ہنسی کے ساتھ صحن میں دوڑ رہا تھا، اس کے چھوٹے چھوٹے قدم زمین پر پڑتے تو گھر میں ایک خوشی کی گونج سی پیدا ہو جاتی۔

عباس نے جھوٹ موٹ کا غصہ دکھاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑ لگائی۔"اب پکڑ لیا تمہیں! کہاں جاؤ گے، چھوٹے شیر؟" عباس نے قہقہہ لگاتے ہوئے حنان کو جھولا دیا اور وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

"نہیں بابا! میں بہت تیز بھاگ سکتا ہوں!" حنان نے شرارت سے کہا اور ایک بار پھر بھاگ نکلا۔

منال بیگم پاس بیٹھی یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی، جو ان کے دل کی گہرائیوں میں بسی خوشی کی عکاسی

کر رہی تھی۔ وہ ہمیشہ کہتی تھیں کہ اصل خوشی چھوٹے لمحات میں ہوتی ہے، اور آج کا یہ لمحہ ان کے لیے قیمتی تھا۔
"عباس، آپ بھی بچوں کی طرح کھیلنے لگے ہیں!" منال نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اگر باپ اپنے بیٹے کے ساتھ بچہ نہ بنے تو مزہ کیسے آئے گا؟" عباس نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور حنان کو دوبارہ جھولا دیا۔
"امی، آپ بھی آئیں نا! دیکھیں بابا مجھے پکڑ ہی نہیں سکتے!" حنان نے منال کو بلایا۔
منال بیگم مسکراتے ہوئے صحن میں آئیں اور عباس نے شرارت سے انہیں کہا، "اگر تمہاری امی نے تمہیں پکڑ لیا تو؟"

NOVEL HUT

"امی مجھے پکڑ ہی نہیں سکتیں!" حنان نے ضدی لہجے میں کہا۔
منال بیگم نے حنان کو پکڑنے کی کوشش کی، مگر وہ بار بار بچ نکلتا۔ تینوں کی ہنسی گھر کے ہر کونے میں گونج رہی تھی، جیسے یہ لمحہ کبھی ختم ہی نہ ہو۔

کھیلنے کے بعد، وہ تینوں تھک کر برآمدے میں آکر بیٹھ گئے۔ منال نے دونوں کے لیے جوس کے گلاس لائے، اور حنان نے مزے لے کر پینا شروع کر دیا۔ عباس نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا،
"بیٹا، ہمیشہ خوش رہو، اور یاد رکھو، ماں باپ سے زیادہ کوئی تمہارا خیر خواہ نہیں ہوتا۔"
حنان نے معصومیت سے سر ہلایا اور ماں کے قریب ہو گیا،
"امی، میں آپ کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں، پھر بابا کو!"
عباس نے مصنوعی حیرت سے کہا، "کیا؟ تو میں دوسرے نمبر پر ہوں؟ یہ تو زیادتی ہے!"
منال بیگم ہنستے ہوئے بولیں، "کوئی بات نہیں، بیٹوں کے لیے ہمیشہ مائیں پہلے ہوتی ہیں!"
عباس نے ہار مانتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے، مگر کل کا کھیل میں جیتوں گا!"
حنان خوشی خوشی ہنسا، اور منال بیگم نے ان دونوں کو دیکھ کر شکر ادا کیا کہ ان کا گھر سکون اور محبت سے بھرا ہوا تھا۔ یہ لمحات ہی زندگی کا اصل حسن تھے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

گھر میں ایک عجیب سی خاموشی تھی، جیسے کوئی طوفان آنے والا ہو۔ منال بیگم کھانے کی میز پر کھڑی انتظار کر رہی تھیں، جبکہ عباس دروازے سے اندر آیا تو تھکا ہارا لگ رہا تھا۔ اس نے کوٹ کرسی پر پھینکا اور سیدھا ہاتھ دھونے چلا گیا۔

جب وہ واپس آیا تو منال بیگم نے ہلکی آواز میں کہا،

"کھانے کے لیے بیٹھیں؟"

عباس نے کندھے اُچکائے اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے خاموشی میں گزرے، پھر منال بیگم نے دھیرے سے کہا، "آپ نے آج بھی نماز نہیں پڑھی۔"

عباس نے نوالہ توڑتے ہوئے ہاتھ روک لیا۔ "پھر وہی بات؟ منال، میں تھکا ہوا ہوں۔ ابھی بحث مت شروع کرو۔"

"بحث نہیں کر رہی، بس یاد دلا رہی ہوں کہ آپ اللہ کے ساتھ کیا وعدہ تھا؟ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ اپنی زندگی اسلام کے مطابق گزارو گے؟"

عباس نے نوالہ پلیٹ میں رکھ دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔
"زندگی صرف نماز پڑھنے کا نام نہیں ہے، منال۔ میں کام کرتا ہوں، گھر چلاتا ہوں، تمہیں ہر سہولت دیتا ہوں، حنان اور تمہارے لیے محنت کر رہا ہوں... اور تمہیں بس یہی مسئلہ نظر آتا ہے کہ میں پانچ وقت نماز نہیں پڑھتا؟"
منال بیگم کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔"عباس، میں دنیا نہیں، آخرت کی فکر کر رہی ہوں۔ اگر آپ نماز نہیں پڑھو گے، تو ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارا اور حنان کا کیا ہوگا؟"

عباس نے تلخی سے قہقہہ لگایا۔"ہمارا؟ حنان کا؟ تو کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں اتنا بُرا ہوں؟ کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں تو سب کچھ برباد ہو جائے گا؟"

"ہاں !" منال بیگم کی آواز کانپ گئی۔

"اگر تم نماز نہیں پڑھو گے تو ہمارا رشتہ بھی کمزور ہوتا جائے گا۔ کیونکہ شادی صرف دنیاوی تعلق نہیں، یہ دین کا بھی رشتہ ہے، اور اگر دین ہی کمزور ہو جائے تو پھر کچھ باقی نہیں رہتا۔"

عباس کا چہرہ سخت ہو گیا۔"تو کیا تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ اگر میں نے نماز نہ پڑھی تو ہمارا رشتہ نہیں رہے گا؟"

منال بیگم نے گہری سانس لی، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"عباس، میں نے ایسا تو نہیں کہا..."

عباس نے کرسی پیچھے سرکائی اور کھڑا ہو گیا۔

"اور اگر ایسا ہوا تو تم کیا کرو گی؟ طلاق مانگو گی؟"

منال بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، مگر وہ خاموش رہیں۔

عباس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹکا۔

"زبردستی نہیں کر رہی، ہاں؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم مجھے بدلنے پر مجبور کر رہی ہو۔ اور اگر میں نہ بدلا، تو پھر شاید تم واقعی یہ رشتہ ختم کرنا چاہو گی۔ ٹھیک کہا نا میں نے؟"

منال بیگم نے آہستہ سے سر جھکا دیا۔

عباس نے غصے سے سانس لی اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"پتہ نہیں، تم دین کے قریب جا رہی ہو یا مجھ سے دور ہو رہی ہو!"

دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز آئی، اور منال بیگم میز کے پاس کھڑی رہ گئیں، ہاتھ کانپ رہے تھے اور آنکھوں سے بہتے آنسو اُن کے دل کی بے بسی کی گواہی دے رہے تھے۔

NOVEL HUT

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑ دیا۔ منال بیگم وہیں کھڑی رہ گئیں، آنکھوں میں آنسو، ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں، جیسے ان کی روح تک تھک چکی ہو۔ لیکن وہ اکیلی نہیں تھیں۔

پیچھے، سیڑھیوں کے قریب، حنان خاموش کھڑا سب کچھ سن چکا تھا۔ اس کی مٹھی بھینچی ہوئی تھی، دل تیز دھڑک رہا تھا۔ وہ کسی پتھر کے مجسمے کی طرح کھڑا تھا، آنکھوں میں وہ سوالات تھے جن کا کوئی جواب نہیں تھا۔

یہ سب کیا تھا؟

کیا اس کے والدین کے درمیان محبت صرف ایک فریب تھی؟

کیا واقعی نماز نہ پڑھنا ان کے رشتے کے ٹوٹنے کی وجہ بن سکتا تھا؟

کیا دین، جسے وہ ہمیشہ ایک پُرسکون چیز سمجھتا تھا، اب ان کے گھر میں طوفان لے آیا تھا؟

منال بیگم نے آنسو پونچھنے کے لیے آنچل سے چہرہ ڈھانپا، پھر جیسے کسی احساس نے انہیں چونکا دیا۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا—اور حنان کو وہاں کھڑا پایا۔

"حنان...؟" ان کی آواز ٹوٹ گئی۔

حنان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بس ایک خالی نظر سے انہیں دیکھتا رہا، جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ وہ سب کچھ سچ میں سن چکا ہے۔

پھر، بغیر کچھ کہے، وہ پلٹا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

منال بیگم نے آگے بڑھنے کی کوشش کی،

"حنان، رکو—"

لیکن حنان جا چکا تھا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز آئی، اور گھر میں پھر سے وہی خاموشی چھا گئی۔

لیکن اس بار یہ خاموشی پہلے سے زیادہ بھاری تھی— جیسے کوئی ایسی دراڑ پڑ چکی ہو جو کبھی بھر نہ سکے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

نمل اپنے آفس روم میں بیٹھی کام میں مصروف تھی- اس کے چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں تھے- وہ چاہنے کے باوجود بھی کام پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی- ذہن میں دابیر کی باتیں اور رات کا خواب چل رہا تھا - اس نے جھرجھری لے کر اپنا لیپ ٹاپ بند کیا اور کرسی سے پشت لگا لی - زائلہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو نمل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، پھر زبردستی مسکرا

کر سلام کیا۔ زائلہ نے بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیا، جہاں تھکن اور الجھن واضح تھی۔ وہ آہستہ سے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"نمل، تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔" زائلہ نے سنجیدگی سے کہا۔

نمل نے نظریں چرائیں، "میں بالکل ٹھیک ہوں، بس کام زیادہ تھا، اسی لیے تھکن محسوس ہو رہی ہے۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

زائلہ نے گہرا سانس لیا۔ "یہ تھکن صرف کام کی نہیں لگ رہی۔ کچھ اور بھی ہے، نمل۔ تم چاہے انکار کرو، مگر میں جانتی ہوں کہ دابیر کی باتوں نے تمہیں پریشان کر دیا ہے۔"

نمل کے چہرے کے تاثرات لمحہ بھر کے لیے بدلے، مگر اس نے خود کو سنبھال لیا، "زائلہ، میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا، اور اب دوبارہ کہہ رہی ہوں— مجھ سے اس بارے میں بات مت کرو۔" اس نے کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں نمل؟" زائلہ نے نرمی سے پوچھا۔ "اگر کوئی بات تمہیں پریشان کر رہی ہے تو تمہیں اسے اندر دبانے کے بجائے اس پر بات کرنی چاہیے۔"

"میں اپنے معاملات خود سنبھال سکتی ہوں، زائلہ! مجھے کسی کے مشورے یا ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔" نمل نے جھنجھلاہٹ بھری سانس لی اور قدرے غصے میں بولی۔

زائلہ نے اسے چند لمحے دیکھا، پھر دھیرے سے سر ہلایا۔ "میں جانتی ہوں کہ تم مضبوط ہو، نمل۔ لیکن کبھی کبھار، مضبوط لوگوں کو بھی کسی سے بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔"

نمل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بس خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی، جیسے زائلہ کی موجودگی کو نظرانداز کر رہی ہو۔

زائلہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "ٹھیک ہے، میں تم پر دباؤ نہیں ڈالوں گی۔ لیکن اگر کبھی تمہیں لگے کہ تمہیں کسی سے بات کرنی ہے، تو جانتی ہو کہ میں ہمیشہ تمہارے لیے موجود ہوں۔"

یہ کہہ کر زائلہ نے اٹھنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، مگر پھر رک کر ایک آخری نظر نمل پر ڈالی۔ نمل نے پلکیں جھپک کر اس کی طرف دیکھا، مگر کچھ کہا نہیں۔ زائلہ نے ایک ہلکی سی آہ بھری اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

نمل نے تھکے ہوئے انداز میں سر کرسی سے ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں، جیسے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ واقعی اپنے معاملات خود سنبھال سکتی ہے۔ مگر کہیں نہ کہیں، اس کے دل میں ایک خلش باقی تھی۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

رات کے وقت حنان اپنے اپارٹمنٹ میں ٹی وی پر کرکٹ اسکواڈ کے اعلان کی لائیو ٹرانسمیشن دیکھ رہا تھا- ایان بھی قریب ہی موجود تھا ، اس کے چہرے پر ایک غیر مرئی تناؤ تھا۔

"ناظرین، آخرکار وہ لمحہ آگیا جس کا سب کو انتظار تھا! ورلڈ کپ کے لیے پاکستان کرکٹ ٹیم کا اسکواڈ فائنل ہو چکا ہے، اور اب ہم آپ کو بتائیں گے کہ اس بار ٹیم کی قیادت کس کے ہاتھ میں ہوگی..." اینکر پرجوش لہجے میں بول رہی تھی!

حنان مسکراتے ہوئے ہاتھ باندھ کر ٹی وی کی طرف جھکتا ہے، جیسے پہلے سے جانتا ہو کہ نام اسی کا ہوگا۔

"پاکستان ٹیم کے نئے کپتان ہوں گے... احتشام بابر! " اینکر مسکراتے ہوئے بولی۔

یہ سنتے ہی حنان کا چہرہ زرد پڑ گیا، کرسی کی پشت سے سیدھا ہوا، جیسے یقین نہ آرہا ہو۔ ایان نے ایک گہری سانس لی اور نظریں جھکا لی۔ ٹی وی پر اعلان جاری تھا، مگر حنان کو کچھ سنائی نہیں دیا۔ اس کی نظریں اسکرین پر جم گئ۔

"یہ مذاق ہے، ہے نا؟" حنان بے یقینی سے بولا۔

"میں جانتا تھا کہ وہ یہ کریں گے..." ایان اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

"تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" حنان غصے میں بولا۔

"کیونکہ میں جانتا تھا تم کچھ نہیں چھوڑو گے، اور وہ تمہیں مزید نقصان پہنچا سکتے تھے۔ " ایان سنجیدگی سے بولا۔

حنان اپنی جگہ سے اٹھا، کمرے میں بے چینی سے چلنے لگا۔ مٹھیاں سختی سے بھینچ گئی ماتھے پر بل پر گئے۔ اس نے اپنا فون اٹھایا اور فوراً کرکٹ بورڈ کے ایک آفیشل کا نمبر ڈائل کیا۔ چند بیپ کے بعد کال ریسیو ہو گئ۔

"یہ کیا بکواس ہے؟ "حنان سیدھا مدعے پر آیا۔

" حنان، تم اب بھی ٹیم کا حصہ ہو، تمہیں اسکواڈ سے نہیں نکالا گیا۔" بورڈ آفیشل بے نیازی سے بولا-

"اور یہ فیصلہ بغیر کسی وجہ کے لیا گیا؟ مجھے کپتانی سے کیوں ہٹایا گیا؟" حنان طنزیہ لہجے میں بولا- اس کی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے-

" کچھ فیصلے تمہارے ہاتھ میں نہیں ہوتے، حنان۔ یہی کھیل کا اصول ہے۔" آفیشل ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے بولا-

حنان کے چہرے پر تناؤ اور بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر آہستہ سے بولا، مگر اس کی آواز میں بجلی کی سی شدت تھی-

"تم لوگ مجھے ہرانے کی کوشش کر سکتے ہو، مگر میں جھکنے والا نہیں ہوں۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں ہار مان کر خاموش بیٹھ جاؤں گا، تو تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے غصے سے فون بند کر دیا- ایان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، پھر قریب آکر آہستہ سے بولا-

"اب تم کیا کرو گے؟" ایان اسے دیکھتے ہوئے بولا-

حنان کی آنکھوں میں کچھ تھا - اس نے لمبی سانس لی، پھر ایک سخت مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی۔

میں ثابت کروں گا کہ وہ غلط ہیں۔ کپتانی میرے نام کے آگے لکھی جائے یا نہیں، یہ ٹیم اب بھی میری ہے۔ اور میں اسے جیتا کر رہوں گا۔ حنان عزم سے بولا۔

ایان مسکرا دیا۔ جنگ اب شروع ہو چکی تھی، اور حنان کسی بھی قیمت پر پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا...

انشاء اللہ اگلی قسط دو ماہ بعد(جاری ہے)⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

NOVEL HUT

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her

instagram here.

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram : Laiba Ayub